

MAKTABA TUL HADITH HAZRO

By Alhadith at 5:47:00 AM, 4/7/2015

نصر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

ماضی نامہ

الحديث

حضرت

ماہنامہ

صفر ۱۴۳۳ھ فروری ۲۰۱۰ء

69

حافظ عزیز شاہنی

بے سند اقوال سے استدلال غلط ہے

التحقیق القوی فی عدم سماع الحسن البصری من علی بن ابی طالب

الیاس گھمن کے پانچ اعتراضات اور ان کے جوابات

ترک رفع یدین کی حدیث اور محدثین کرام کی جرح

امام عبدالعزیز بن محمد الدر اور دی المحدثی رحمہ اللہ

مکتبۃ الحدیث

حضرت: ملک: پاکستان

www.ishaatulhadith.com

http://www.facebook.com/maktabatulhadith

maktabatulhadith@gmail.com, ishaatulhadith@gmail.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَدْرِسہ

حَافِظُ زَيْدٍ عَلَی زَنِّی

معاونین

حافظ ندیم ظہیر
ابو خالد شاکر
محمد اعظم
ابو جابر عبداللہ دامانوی

اللہ تَعَالٰی أَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

الحديث

ناجیہ

نضر اللہ امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 7 | صفر ۱۴۳۱ھ فروری ۲۰۱۰ء | شمارہ: 2

اسرار

شمارے میں

2	عقائد میر علی فی	کلمۃ الحدیث
5	عقائد میر علی فی	فقہ الحدیث
8	عقائد میر علی فی	توضیح الاحکام
16	عقائد میر علی فی	الیاس مہسن کے پانچ اعتراضات اور ان کے جوابات
24	عقائد میر علی فی	ترک دفع بدین کی حدیث اور محدثین کرام کی جرح
37	عقائد میر علی فی	امام عبدالعزیز بن محمد الدراوردی المدنی رحمہ اللہ.....
49	ابو حاز	ابن عقیل اور تقلید

قیمت

فی شمارہ : 20 روپے
سالانہ : 200 روپے
علاوہ محصول ڈاک
پاکستان: مع محصول ڈاک
300 روپے

خط کتابت

مکتبۃ الحدیث
حضرت ضلع انک

نشر حافظ شیر محمد
0300-5288783

مقام اشاعت
مکتبۃ الحدیث
حضرت ضلع انک

برائے رابطہ
0302-5756937

حافظ زبیر علی زئی

کلمۃ الحدیث

بے سند اقوال سے استدلال غلط ہے

امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) نے فرمایا:

”الإسناد من الدين، ولو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء.“

اسناد (سندیں) دین میں سے ہیں، اور اگر سندیں نہ ہوتیں تو جو شخص جو کچھ چاہتا کہتا۔

(مقدمہ صحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: ۳۲۰ و سندہ صحیح)

حافظ ابونصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم الواکلی السجری [حنفی] رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۴ھ) نے

فرمایا: ”فكل مدعٍ للسنة يجب أن يطالب بالنقل الصحيح بما يقوله فإن

أتى بذلك علم صدقه و قبل قوله ...“ پس ہر شخص جو سنت (ماننے) کا مدعی ہے، یہ

ضروری ہے کہ وہ جو کہتا ہے اُس کے بارے میں اُس سے صحیح سند کا مطالبہ کیا جائے پھر وہ

اگر یہ (صحیح سند) پیش کر دے تو اس کی سچائی معلوم ہو جاتی ہے اور اس کی بات قبول کی جاتی

ہے۔ ... (رسالۃ السجری الی اہل زبیدی فی الرد علی من انکر الحرف والصوت ص ۱۴۶)

اس سے دو باتیں معلوم ہونگی:

۱: ہر روایت اور ہر حوالے کے لئے صحیح و مقبول سند پیش کرنی چاہئے۔

۲: بے سند روایت اور بے سند حوالہ مردود ہوتا ہے۔

ہم نے ماہنامہ الحدیث حضور و اپنی تازہ تصانیف میں یہ معیار قائم کیا ہے کہ ہر بات

باحوالہ اور باسند ہوتی ہے۔ اگر روایت صحیح و مقبول ہو تو اُس سے استدلال کیا جاتا ہے، ورنہ

اُسے رد کر دیا جاتا ہے۔ واللہ

یہ وہ خاص منہج ہے جس میں دنیا کا کوئی انسان بھی ماہنامہ الحدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا،

مثلاً زروی خان دیوبندی نے ”حسن المقال فی کراہیۃ صیام ستہ شوال“ نامی مضمون میں یہ

دعویٰ کیا تھا کہ شوال کے چھ روزوں کے بارے میں ”حضرت ابو حنیفہؒ سے بھی معتبر فتاویٰ

اور کتب مذہب میں کراہت منقول ہے۔۔۔“ (حسن المقال ص ۲۴، نیز دیکھئے ص ۳۴-۳۶)
اس کے جواب میں راقم الحروف نے لکھا تھا: ”شوال کے چھ روزوں کو مکروہ یا ممنوع سمجھنا
امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ زرولی دیوبندی نے فقہ کی کتابوں سے جو کچھ نقل
کیا ہے وہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔“ (ماہنامہ الحديث: ص ۵۰-۵۸)
ایک دیوبندی نے ”تصحیح الاقوال فی رد صحیح الاقوال“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا:
(ماہنامہ الاحسن صفر ۱۴۳۰ھ ص ۲۲ تا ۳۳) مگر الحادی وغیرہ گالیوں کے علاوہ امام ابوحنیفہ
سے ایک صحیح سند بھی پیش نہیں کی، جس سے شوال کے چھ روزوں کا مکروہ یا ممنوع ہونا ثابت
ہوتا ہو۔ اتنی عظیم شکست کے بعد یہ لوگ اہل حدیث کو گالیاں نہ دیں تو کیا کریں؟!
سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ”اور امام بخاریؒ نے اپنے استدلال میں ان کے اثر
کی کوئی سند نقل نہیں کی اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی۔“

(حسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷، دوسرا نسخہ ص ۴۰۳)

جب امام بخاری کی بیان کردہ بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی تو کتب فقہ کے بے سند
اقوال کس طرح حجت ہو سکتے ہیں؟!
تصحیح الاقوال نام رکھنے سے بے سند اقوال کبھی حجت نہیں ہو سکتے۔
ایک اور شخص نے قربانی کے چار دن ثابت کرنے کے لئے علامہ نووی، حافظ ابن
القیم اور شوکانی کے بے سند حوالے پیش کر کے یہ منوانے کی کوشش کی کہ سیدنا علیؑ،
سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور سیدنا عبداللہ بن عباسؓ قربانی کے چار دنوں کے قائل
تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ بے سند اقوال تو مردود ہوتے ہیں لہذا وہ اپنے اس مضمون میں سخت
ناکام رہے۔

ہماری طرف سے عام اعلان ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے منہج کو مد نظر رکھ کر دلیل سے
جواب دے تو ہم اس جواب کو تسلیم کریں گے اور علانیہ رجوع کریں گے۔ رہے بے سند
اقوال اور حوالے یا کتب وسنت واجماع اور جمہور سلف صالحین کے خلاف ”تحقیقات“ یا

”تدقیقات“ تو انھیں کون سنتا ہے اور علمی میدان میں ان کی وقعت ہی کیا ہے؟!
امام شافعی نے فرمایا: جو شخص حجت (دلیل اور سند) کے بغیر علم طلب کرتا ہے، اس کی مثال
ایسی ہے جیسے رات میں لکڑیاں اکٹھی کرنے والا، جو لکڑیاں اٹھا کر لے جا رہا ہے جن میں
زہریلا سانپ ہے، جو اسے ڈس لے گا اور اسے پتا بھی نہیں ہوگا۔
(المدخل الی کتاب الاکلیل للحاکم ص ۲۸ و سندہ صحیح)
(۲۹/ نومبر ۲۰۰۹ء)

دوغلی پالیسی

عیدین کی بارہ تکبیرات والی حدیثوں میں سے ایک حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے، اس حدیث کے ایک راوی عبد اللہ بن لہیعہ کے بارے میں منیر احمد منور
دیوبندی نے لکھا ہے: ”اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف راوی ہے۔“
(نماز عید کے مسائل پر حنفی تحقیقی جائزہ ص ۲۳ طبع اول)
اسی راوی (ابن لہیعہ) سے تکبیرات عیدین میں رفع یدین والی حدیث بھی مروی ہے۔
(دیکھئے التلخیص الحیر ۸۶۲ ج ۱ ص ۶۹۲)
یہ حدیث اس مسئلے میں آل دیوبند کی تائید میں ہے لہذا منیر احمد منور نے مذکورہ بالا
کتاب میں لکھا: ”عبد اللہ بن لہیعہ ضعیف محض نہیں بلکہ اس کے ثقہ وضعیف ہونے میں
محدثین کے درمیان اختلاف ہے۔ پس یہ راوی مختلف فیہ ہے اور مختلف فیہ راوی کی
حدیث درجہ حسن میں ہوتی ہے۔“ (نماز عید کے مسائل پر حنفی تحقیقی جائزہ ص ۳۳)
ان دونوں عبارتوں میں صرف نو یا دس صفحات کا فرق ہے۔ ایسی دوغلی پالیسی کی بنیاد
پر دیوبندی اتحاد سرگودھا اس کوشش میں مصروف ہے کہ اہل حدیث (اہل سنت) کی پھیلتی
ہوئی دعوت حقہ کا راستہ روک دے لیکن یہ سچی دعوت رُکے گی نہیں بلکہ پھیلتی ہی پھیلتی رہے
گی۔ ان شاء اللہ
(۲۶/ دسمبر ۲۰۰۹ء)

حافظ زبیر علی زئی

اضواء المصباح

اسلام میں سنت جاری کرنے سے کیا مراد ہے؟

(۲۱۰) وعن جریر قال: كنا في صدر النهار عند رسول الله ﷺ فجاءه قوم عراة مجتأبي النمار أو العباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتمعر وجه رسول الله ﷺ لما رأى بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فأمر بلالاً فأذن وأقام فصلى ثم خطب فقال: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ إلى آخر الآية: ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ والآية التي في الحشر: ﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْتَرْحَمَ نَفْسُ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تصدق رجل من ديناره، من درهمه، من ثوبه، من صاع بره، من صاع تمره حتى قال: ((ولو بشق تمرة.)) قال: فجاء رجل من الأنصار بصرة كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتى رأيت كومين من طعام و ثياب. حتى رأيت وجه رسول الله ﷺ يتهلل كأنه مذهبة فقال رسول الله ﷺ: ((من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء.)) رواه مسلم.

اور (سیدنا) جریر (بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم پہلے پہر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اتنے میں ایک قوم آئی جو ننگے بدنوں پر سفید و سیاہ دھاری دار کبیل نما چادریں یا عبائیں پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ اُن میں سے عام بلکہ سارے مضر (قبیلے) میں سے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کی فاقے والی حالت دیکھی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے تو

بلال کو حکم دیا کہ اذان و اقامت کہیں پھر آپ نے نماز پڑھائی تو خطبہ دیا اور فرمایا:
اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اُس کا جوڑا
بنایا اور ان دونوں کے ذریعے سے بہت سے مرد عورتیں پیدا کر کے (زمین میں) پھیلا
دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو، جس کے ذریعے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ
داروں کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ (النساء: ۱)

آپ نے آخر تک آیت تلاوت فرمائی۔ اور (پھر) سورۃ الحشر کی آیت پڑھی۔
(اے ایمان والو!) اللہ سے ڈرو اور ہر آدمی کو کل کی فکر کرنی چاہئے اور اللہ سے ڈرو بے شک
تم جو کرتے ہو اُسے اللہ خوب جانتا ہے۔ (الحشر: ۱۸)

لوگوں میں سے کوئی آدمی اپنے دینار میں سے صدقہ کرنے لگا اور کوئی درہم، کپڑے، گندم
اور کھجور کے صاع (تقریباً ڈھائی کلو کا ایک برتن) میں سے، حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: اگرچہ
کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ پھر ایک انصاری ایک (بھاری) تھیلی کے ساتھ آئے کہ اُن کا ہاتھ
اُسے اٹھانے سے عاجز تھا پھر لوگ (مال و اسباب لے کر) آنے لگے یہاں تک کہ میں
نے کھانے (غله) اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ
(خوشی سے) سونے کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں
اچھی سنت کو جاری کرے گا تو اُسے اس کا اجر ملے گا اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں
گے اُن جتنا اجر بھی اُسے ملے گا لیکن اُن کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اور جو شخص
اسلام میں غلط طریقہ رائج کرے گا تو اُسے اس کا گناہ ملے گا اور جو لوگ اس طریقے پر عمل
کریں گے اُن کے گناہوں جتنا بھی اسے ملے گا لیکن ان لوگوں کے گناہوں میں کوئی کمی
نہیں ہوگی۔ اسے مسلم (۶۹/۱۰۱۷) نے روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: اس حدیث میں سنت جاری کرنے سے مراد وہ طریقہ ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہو
لیکن یاد رہے کہ اس سے مراد بدعت کا ایجاد کرنا نہیں ہے۔

- ۲: جو کام سنت سے ثابت ہے اُس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔
۳: رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔
۴: اگر شدید ضرورت ہو تو لوگوں کے سامنے تعاون کی اپیل کرنا جائز ہے۔
۵: اگر اسلحہ موجود ہو تو ہر وقت مسلح رہنا مسنون ہے۔ ۶: مشکل کشا صرف ایک اللہ ہے۔
۷: خطبے میں لوگوں کو سمجھانے کے لئے آیات کی تلاوت کرنا سنت ہے۔
۸: کسی پریشان حال مسلمان کو دیکھ کر مضطرب ہونا اور اس کی راحت میں خوشی محسوس کرنا عین ایمان ہے۔

(۲۱۱) وعن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ: ((لا تقتل نفس ظلمًا إلا كان على ابن آدم الأول كفل من دمها لأنه أول من سن القتل))
متفق عليه . وسند كحديث معاوية: ((لا يزال من أمتي)) في باب ثواب هذه الأمة إن شاء الله تعالى .

اور (سیدنا) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی مظلوم انسان مارا جاتا ہے تو آدم (علیہ السلام) کے پہلے بیٹے کو اس (قتل) کا گناہ ملتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔
متفق علیہ (بخاری: ۳۳۳۵، مسلم: ۱۶۷۷/۲)

ہم (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی (بیان کردہ) حدیث: ((لا تزال من أمتي)) ثواب هذه الامة (۶۷۷۶) کے باب میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
فقہ الحدیث: ۱: جس شخص نے بُرائی اور گناہ کا طریقہ ایجاد کر کے لوگوں میں جاری کیا تو اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں کا وبال بھی اُسی پر ہوگا۔
۲: کہا جاتا ہے کہ آدم (علیہ السلام) کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔
نام کی تصریح کے بغیر ان دو بھائیوں کا قصہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔
دیکھئے المائدہ: ۲۷-۳۱

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

التحقیق القوی فی عدم سماع الحسن البصری من علی رضی اللہ عنہ

سوال: کیا امام حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟

طاہر القادری (بریلوی) نے ”القول القوی فی سماع الحسن عن علی“ نامی رسالہ لکھا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حسن بصری کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ اس مسئلے میں آپ کی کیا تحقیق ہے؟ (اعظم المبارکی)

الجواب: امام ابوسعید الحسن بن ابی الحسن: بیار البصری رحمہ اللہ ۲۱ یا ۲۲ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں وفات پائی، آپ کے ثقہ فقیہ فاضل ہونے پر اتفاق ہے۔

حسان بن ابی سنان البصری رحمہ اللہ (صدوق عابد/تقریب التہذیب: ۱۲۰۰) سے روایت ہے کہ میں نے حسن (بصری) کو فرماتے ہوئے سنا: ”أدرکت سبعین بدریاً و صلیت خلفہم و أخذت بحجزہم“ میں نے ستر (۷۰) بدریوں کو پایا، اُن کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور اُن کا دامن تھاما۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۹۶، وسندہ حسن)

اس روایت کے راوی رباح بن عمرو القیسی پر امام ابوداؤد کی جرح امام ابوداؤد سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ اس جرح کا راوی ابوعبیدہ الآجری مجہول الحال ہے۔

امام حسن بصری کے درج بالا قول سے معلوم ہوا کہ انھوں نے بچپن میں ستر بدری صحابہ کو دیکھا تھا، لیکن کیا اُن سے احادیث بھی سنی تھیں؟ اس کا کوئی ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔ ستر بدری صحابہ سے مراد دو گروہ ہی ہو سکتے ہیں:

اول: وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے غزوہ بدر میں شمولیت اختیار کی تھی۔

دوم: بدر نامی علاقے کے رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اگر اول الذکر مراد ہو تو سوال یہ ہے کہ کیا ان جلیل القدر صحابہ کرام میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، جن سے حسن بصری کو روایت (دیکھنے) کا شرف حاصل ہوا؟
حافظ ابوالحجاج المزنی وغیرہ علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

دیکھتے تہذیب الکمال (ج ۲ ص ۱۱۴، طبعہ مصغرہ: موسسة الرسالہ)

یونس بن عبید سے روایت ہے کہ میں نے حسن بصری سے پوچھا: اے ابوسعید! آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حالانکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا؟ انھوں نے جواب دیا: اے بھتیجے! تم نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا ہے جس کے بارے میں پہلے کسی نے نہیں پوچھا، اور اگر میرے نزدیک تمھارا (بڑا) مقام نہ ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ بتاتا، میں جس زمانے میں ہوں تم دیکھ رہے ہو (وہ حجاج بن یوسف کا زمانہ تھا) تم نے مجھے جب بھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے سنا ہے تو وہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے ہے، وجہ یہ ہے کہ میں اس زمانے میں علی (رضی اللہ عنہ) کا نام نہیں لے سکتا۔ (تہذیب الکمال ۱۲/۲، الجاوی للفتاویٰ ۱۰۲/۲، محمد طاہر القادری بریلوی کا رسالہ: القول القوی فی سماع الحسن عن علی رضی اللہ عنہ ص ۴۴)

یہ درج بالا ساری روایت کئی وجہ سے بلحاظ سند ثابت نہیں ہے:

اول: اس کا راوی عطیہ بن محارب نامعلوم (مجهول) ہے۔

دوم: ثمامہ بن عبیدہ ضعیف ہے۔ ابو حاتم الرازی نے فرمایا: ”منکر الحديث“ نیز علی بن المدینی نے اُسے سخت ضعیف اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا۔ (الجرح والتعديل ۲/۴۶۷)

سوم: محمد بن موسیٰ بن نفع الحارثی بھی مجروح ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا:

”لین“، یعنی ضعیف (تقریب التہذیب: ۶۳۳۸)

چہارم: محمد بن حنیفہ الواسطی کے بارے میں امام دارقطنی نے کہا: ”لیس بالقوی“

(سوالات الحاکم للدارقطنی: ۲۱۹، اور لسان المیزان ۵/۱۵۰)

اس ضعیف و مردود سند سے طاہر القادری نے استدلال کر کے اپنی ”ڈاکٹریٹ“ کا صحیح

تعارف کرا دیا ہے۔!

سیوطی وغیرہ نے چند روایات ایسی پیش کی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، ان روایات میں سے ایک روایت بھی صحیح و ثابت نہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: سیوطی نے مسند ابی یعلیٰ (?) سے امام ابویعلیٰ کی سند کے ساتھ عقبہ بن ابی الصہباء الباہلی سے نقل کیا: ”سمعت الحسن يقول: سمعت علياً يقول قال رسول الله ﷺ: مثل أمتي مثل المطر...“ (الجاوي للفتاوى ۱۰۴۲، اتحاف القرية برواخرقة)

کسی محمد بن الحسن بن الصیر فی نے اس روایت کو حسن کے علی رضی اللہ عنہ سے سماع میں نص صریح قرار دیا ہے لیکن عرض ہے کہ اس ”نص صریح“ سے استدلال کئی وجہ سے غلط و مردود ہے:

اول: یہ روایت مسند ابی یعلیٰ میں نہیں ملی لہذا سوال یہ ہے کہ کس نے اُسے امام ابویعلیٰ سے روایت کیا ہے؟

سیوطی نے کہا: ”قال الحافظ ابن حجر: ووقع في مسند أبي يعلى قال ... الخ حافظ ابن حجر نے کہا: اور مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ انھوں نے فرمایا... (الجاوي للفتاوى ۱۰۴۲) حافظ ابن حجر کی کسی کتاب میں سیوطی کا منسوب کردہ یہ قول نہیں ملا اور حافظ ابن حجر ۸۵۲ھ میں وفات پا گئے تھے اور سیوطی ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے لہذا حافظ ابن حجر سے سیوطی کا سماع ثابت نہیں ہے، یعنی سیوطی کی یہ نقل منقطع اور بے سند ہے۔

دوم: خود حسن بصری نے فرمایا کہ انھوں نے بالمشافہ حدیث (سننے) کے ساتھ بدریوں میں سے کسی سے بھی ملاقات نہیں کی... الخ (کتاب المعرفة والتاريخ ج ۲ ص ۳۵ وسندہ صحیح) قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں حسن (بصری) نے کسی بدری صحابی سے ملاقات کا نہیں بتایا۔ (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۵۹، وسندہ صحیح)

یہ ظاہر ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بدری صحابی تھے اور امام حسن بصری نے اپنے بارے میں بالکل سچ فرمایا ہے لہذا سیوطی کی بے حوالہ نقل (?) مردود ہے۔

یاد رہے کہ ابن الصیر فی سے بھی سیوطی کی نقل محل نظر ہے۔

۲: حدیث المصائنہ... ”عیسیٰ القصار (؟) قال : صافحت الحسن البصري

قال : صافحت علي بن أبي طالب ... إلخ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۰۴)

یہ ساری روایت مجہول راویوں کی وجہ سے مردود ہے۔

عیسیٰ القصار، علی بن الرزینی اور احمد بن محمد النخعی وغیرہم کون تھے؟ اللہ ہی جانتا ہے۔

جو شخص صوفیوں کی اس سند کو صحیح سمجھتا ہے، اُس پر یہ لازم ہے کہ ابن مسدی سے لے کر حسن بصری تک ہر راوی کا ثقہ یا صدوق ہونا باحوالہ ثابت کر دے۔

۳: سعید بن ابی عروبہ عن عامر الاحول عن الحسن کی سند سے مروی ہے کہ قال: ”شهدت

عليًا رضي الله عنه بالمدينة ...“ میں نے مدینے میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعہ للکافی؟، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۰۴)

یہ روایت کئی وجہ سے ضعیف و مردود ہے:

اول: سعید بن ابی عروبہ بدلس تھے اور روایت عن سے ہے۔

دوم: تمیم بن محمد کی توثیق مطلوب ہے۔

سوم: محمد بن احمد بن حمدان نامعلوم ہے۔

چہارم: احمد بن محمد الفقیہ کا تعین مطلوب ہے۔

پنجم: السنۃ للکافی میں یہ روایت نہیں ملی۔

۴: سلیمان بن سالم القرشی نے علی بن زید (بن جدعان) سے روایت کیا، اُس نے حسن

بصری سے روایت کیا کہ انھوں نے علی اور زبیر رضی اللہ عنہما کو باہم معانقہ کرتے ہوئے دیکھا... إلخ

(التاریخ الصغیر للبخاری ۱۹۹/۲، رقم ۲۲۹۵، دوسرا نسخہ ۱۸۲/۲، التاریخ الاوسط للبخاری وهو المشہور بالتاریخ الصغیر

۶۹۰/۲ ح ۱۰۶۸، اکمل لابن عدی ۲۷۰/۳، رقم ۷۴۲، دوسرا نسخہ ۱۱۱۹/۳، تیسرا نسخہ ۲۶۲/۴)

اس روایت کا راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۳۳۰)

جمہور نے اُسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے زوائد سنن ابن ماجہ للبوصیری (۲۲۸) اور

مجمع الزوائد (۲۰۹، ۲۰۶/۸)

تنبیہ: حاکم نیشاپوری نے حسن کی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کو صحیح کہا ہے۔
(المستدرک ۳۸۹/۴ ج ۱۶۹) لیکن ذہبی نے ”فیہ ارسال“ کہہ کر اس روایت کے
منقطع ہونے کی صراحت کر دی ہے۔ دیکھئے تلخیص المستدرک (۳۸۹/۴)
امام بخاری نے حسن عن علی کی ایک روایت کو ”حسن“ کہا اور فرمایا: حسن نے علی کو
پایا ہے۔ (العلل الکبیر للترمذی ۵۹۳/۲، ابواب الحدود)

شمس الدین ابن الجزری (متوفی ۸۳۳ھ) نے حسن عن علی والی ایک روایت کو
”وہذا حدیث صحیح الإسناد“ کہا۔ (مناقب الاسد الغالب ج ۲ ص ۷۲، از مکتبہ شاملہ)
یہ اقوال جمہور علماء کی تحقیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے مروج ہیں۔

طاہر القادری نے ضعیف روایات لکھ کر دعویٰ کیا ہے کہ ”یہ تمام روایات صراحت کے
ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا اور ان سے بکثرت طریقت و معرفت کا فیضان
حاصل کیا تھا۔“ (القول القوی ص ۸۵)

عرض ہے کہ طاہر القادری کی مذکورہ روایات ضعیف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں لہذا
بکثرت طریقت و معرفت کے فیضان حاصل کرنے کا دعویٰ باطل ہے۔
ان غیر ثابت روایات کے بعد وہ دلائل پیش خدمت ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا تھا:

۱) حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”أنه [ما] لقي أحداً من البدرين شافهه
بالحدیث ...“ انھوں (یعنی حسن بصری) نے کسی ایک بدری صحابی سے حدیث سننے والی
ملاقات نہیں کی۔ (کتاب المعرفة والتاریخ للإمام یعقوب بن سفیان الفاری ج ۲ ص ۳۵ و سندہ صحیح)

۲) حسن بصری کے شاگرد قتادہ نے کہا: ہمیں حسن (بصری) نے نہیں بتایا کہ کسی بدری
صحابی سے اُن کی ملاقات ہوئی ہو۔

- (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۵۹، وسندہ صحیح، سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۶۷)
- ۳) اسماء الرجال کے مشہور امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) نے فرمایا:
حسن نے علی (رضی اللہ عنہ) کو نہیں دیکھا الا یہ کہ انھوں نے بچپن میں انھیں دیکھا ہو۔
(المراسل لابن ابی حاتم ص ۳۲ وسندہ صحیح)
- ۴) امام ابو زرہ الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) نے فرمایا: حسن (بصری) نے (سیدنا)
عثمان اور علی (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا اور ان سے کوئی حدیث نہیں سنی۔
(المراسل لابن ابی حاتم ص ۳۱ ملخصاً وسندہ صحیح)
- ۵) امام ابو عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اور ہمیں حسن (بصری) کا علی بن ابی طالب
(رضی اللہ عنہ) سے سماع معلوم نہیں ہے۔ (جامع الترمذی: ۱۴۲۳)
- ۶) حافظ ابوالحجاج المزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:
حسن (بصری) نے علی بن ابی طالب، طلحہ بن عبید اللہ اور عائشہ کو دیکھا اور ان میں سے کسی
ایک سے بھی ان کا سماع صحیح ثابت نہیں ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۲ ص ۱۱۴، نسخہ مؤسسۃ الرسالہ)
- ۷) حافظ ذہبی نے کہا: حسن بصری نے علی اور ام سلمہ (رضی اللہ عنہما) دونوں سے نہیں سنا۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۵۶۶)
- ۸) حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: حسن بصری نے علی (رضی اللہ عنہ) سے نہیں سنا۔
(اتحاف المبرہ ج ۱ ص ۳۴۱ قبل ج ۱۵۵)
- ۹) امام ابو حاتم الرازی نے قتادہ عن "الحسن عن علي عن النبي ﷺ" والی
روایت کے بارے میں فرمایا: "وہو مرسل" اور وہ مرسل (منقطع) ہے۔
(علل الحديث لابن ابی حاتم طبعہ محققہ ج ۱ ص ۵۲۰ ج ۶۵۷)
- ۱۰) بیہقی نے حسن عن علی والی روایت کو "منقطع" کہا۔
(معرفۃ السنن والآثار ج ۲ ص ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶

یرونها مرسلۃ۔ “ اور انھوں (محدثین) نے کہا: حسن کی علی سے روایت ثابت نہیں ہے۔ حدیث کے علماء اسے مرسل (منقطع) سمجھتے ہیں۔

(معرفۃ السنن والآثار ۳/۸۷، صلوٰۃ الخوف)

نیز دیکھئے الجوهرائی (۳۳۰/۳)

(۱۱) ابن الترمذی حنفی نے کہا:

”الحسن أيضا لم يسمع عليا“ اور حسن نے علی (رضی اللہ عنہ) سے سنا بھی نہیں۔

(الجوهرائی ج ۲ ص ۲۸۶)

(۱۲) ابن عراق الکناہی (متوفی ۹۶۳ھ) نے کہا:

”وهو من حديث الحسن عن علي ولم يلقه...“ اور وہ حسن کی علی (رضی اللہ عنہ) سے حدیث میں سے ہے اور انھوں نے علی سے ملاقات نہیں کی۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الموضوعۃ ۲/۲۶۷ ج ۱۳۳، کتاب الاطعمہ)

(۱۳) ابن عبد الہادی نے کہا: ”الحسن لم يسمع من علي“ حسن نے علی (رضی اللہ عنہ) سے نہیں سنا۔ (تنقیح تحقیق احادیث التعلیق ۲/۲۱۲ ج ۱۸۷، از مکتبہ شاملہ)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین و علماء کے نزدیک حسن بصری رحمہ اللہ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت عدم سماع کی وجہ سے منقطع (یعنی ضعیف) ہے۔

تنبیہ: سیوطی نے اتحاد الفرقۃ برفو الخرقۃ (فرقے کا تحفہ، خرقے یعنی پرانے پھٹے ہوئے کپڑے کے ٹکڑے [چیتھڑے] کی مرمت) کے عنوان سے جس صوفیانہ خرقے کی طرف اشارہ کیا ہے، اس کے بارے میں اہل تصوف کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ خرقہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حسن بصری رحمہ اللہ کو پہنایا تھا اور حسن بصری نے اپنے شاگرد کو پہنایا پھر اسی طرح آگے صوفیاء میں یہ (چونہ پہننے کی) رسم چلی۔

عرض ہے کہ اس صوفیانہ خرقے اور چونے کا کوئی ثبوت کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے بلکہ کسی ضعیف حدیث میں بھی نہیں ہے۔

سٹاوی (صوفی) نے لکھا ہے: ”قال ابن دحية و ابن الصلاح : إنه باطل و كذا قال شيخنا ...“ ابن دحية اور ابن الصلاح نے کہا: یہ باطل ہے اور اسی طرح ہمارے استاذ (حافظ ابن حجر) نے فرمایا... (المقاصد الحسنة ص ۳۳۱ ج ۸۵۲ حرف الام)

پھر سٹاوی نے حافظ ابن حجر سے نقل کیا کہ یہ جھوٹ اور افتراء ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا تھا کیونکہ حدیث کے اماموں نے حسن کا علی سے سماع ہی ثابت قرار نہیں دیا، کجایہ کہ وہ اُن سے خرقہ پہنیں؟

پھر سٹاوی نے کہا: ہمارے استاذ (ابن حجر) اس بیان میں اکیلے نہیں بلکہ دمیاطی، ذہبی، ہکاری، ابو حیان، علائی، مغلطائی، عراقی، ابن الملقن، ابناسی، برہان الخلی اور ابن ناصر الدین نے بھی یہی بات کہی ہے۔ (المقاصد الحسنة ص ۳۳۱)

نیز دیکھئے الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة لملا علی قاری (ص ۲۷۰-۲۷۱ ج ۳۵۶)

خرقہ والے قصے کے بارے میں حافظ ذہبی نے کلام کر کے اس کا منقطع ہونا ثابت کیا ہے۔ دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (۱۸۴/۱۰، وفیات ۱۶۱-۱۷۰ھ)

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ تک بعض صوفیاء کے سلسلوں کی متصل صحیح سند بھی کہیں موجود نہیں ہے اور اس سلسلے میں تمام صوفیاء دعاوی کذب و افتراء سے لبریز ہیں مثلاً حسین احمد مدنی (دیوبندی) کے ”سلاسل طیبہ“ (ص ۸) میں وسیلے والا سلسلہ بلحاظ سند ثابت نہ ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

صوفیاء اور بعض علماء کا خرقہ پہننا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) نے امام حسن بصری کو یہ خرقہ (صوفیانہ چونہ) پہنایا تھا لہذا اتحاد الفرقہ سے خرقہ رفو نہیں ہوا بلکہ اور زیادہ پھٹ گیا۔ یہ اس وقت رفو ہوگا جب اس کی صحیح متصل سند پیش کی جائے گی۔

اس ساری بحث سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) سے کچھ بھی نہیں سنا تھا۔

(۱۲/نومبر ۲۰۰۹ء)

حافظ زبیر علی زئی

الیاس گھمن کے پانچ اعتراضات اور ان کے جوابات

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله الأمين ، أما بعد :
محمد الیاس گھمن دیوبندی نے اہل حدیث (اہل سنت) کے خلاف ایک کتاب :
”فرقہ الہدایت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ“ لکھی ہے، جس میں وحید الزمان حیدر آبادی ،
نواب صدیق حسن خان، نور الحسن، حافظ عنایت اللہ گجراتی اور فیض عالم صدیقی وغیرہم جیسے
غیر اہل حدیث اشخاص کے حوالے اور بعض اہل حدیث علماء کے کچھ شاذ و غیر مفتی بہا اقوال
پیش کر کے مسلک حق کے خلاف پروپیگنڈا کیا ہے، حالانکہ ایسے تمام حوالوں سے اہل حدیث
بری ہیں۔ نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۳ ص ۴۰

لہذا اہل حدیث کے خلاف ایسے حوالے پیش کرنا اصولاً اور اخلاقاً غلط ہے۔ گھمن کی اس
کتاب میں راقم الحروف پر پانچ اعتراضات کئے گئے ہیں، جن کے جوابات درج ذیل ہیں:
(۱) راقم الحروف نے رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے مسئلے پر بحث کرتے
ہوئے لکھا تھا: ”نبی ﷺ کی ساری زندگی میں صرف ایک نماز کا بھی ثبوت نہیں ہے کہ آپ
نے رفع الیدین نہ کیا ہو۔ جب ترک ہی ثابت نہیں ہے تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا؟“
(نور العینین ص ۱۵۶)

اس عبارت کو ذکر کرنے کے بعد گھمن نے لکھا ہے:
”حدیث ابو حمید الساعدی [صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۴، صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۲۴ رقم الحدیث
۶۴۳ و ۳۲۷ رقم الحدیث ۶۵۲، صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۷۲ رقم الحدیث ۱۸۶۶] وغیرہ میں
ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین کے علاوہ رکوع کی رفع الیدین کے بغیر نماز
پڑھتے تھے۔ ان روایات سے ترک ثابت ہے۔“ (...الہدایت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۶۳)
عرض ہے کہ سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی (محمد بن عمرو بن حلحہ عن محمد بن عمرو بن عطاء والی)

روایت میں آیا ہے کہ ”میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ جب آپؐ تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے تھے رکوع کو جاتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر خوب جما کر پشت کو ہموار کرتے تھے رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔“ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۰ ح ۹۴، مشہورترقیم: ۸۲۸، ترجمہ عبدالدائم جلالی دیوبندی)

اس روایت میں ترکِ رفعِ یدین قبل الرکوع وبعده کا نام و نشان تک نہیں ہے اور یہ مسلم ہے کہ عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم نہیں ہوتا لہذا گھسن نے اس ایک حوالے میں پانچ جھوٹ بولے ہیں:

۱: امام بخاری پر جھوٹ

۲: امام ابن خزیمہ پر جھوٹ

۳: امام ابن حبان پر جھوٹ

حافظ ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل باب باندھا ہے:
اس حدیث کا بیان جس سے اس شخص نے حجت پکڑی جسے حدیث کا علم صحیح نہیں آتا اور اس نے نماز میں مذکورہ مقامات پر رفعِ یدین کی نفی کی، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

(صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۲۷۱ قبل ح ۱۸۶۶، ماہنامہ الحدیث حضور: ۶۷ ص ۳۴)

۴: سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ

۵: سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

یاد رہے کہ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ کی (عبدالحمید بن جعفر بن محمد بن عمرو بن عطاء والی) روایت میں رکوع سے پہلے اور بعد والے رفعِ یدین کا ذکر صراحتاً آیا ہے۔

دیکھئے سنن الترمذی (ج ۱ ص ۶۷ ح ۳۰۴) وقال: هذا حديث حسن صحيح (صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۱ ح ۱۸۶۳) اور منقول ابن الجارود (ح ۱۹۲)

اس روایت کے راوی عبدالحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے۔
دیکھئے نور العینین (ص ۱۰۷)

یہ تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ جس طرح قرآن قرآن کی تشریح کرتا ہے، اسی طرح حدیث بھی حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

گھسن نے ایک غیر مستند کتاب: اخبار الفقہاء والمحدثین کا حوالہ بھی پیش کیا ہے، حالانکہ اس کتاب کے آخر میں لکھا ہوا ہے:

”کتاب مکمل ہوگئی.... اور یہ (تکمیل) شعبان ۸۳۲ھ میں ہوئی ہے۔“ (اخبار الفقہاء ص ۲۹۳)

اخبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن الحارث القیروانی تو ۳۶۱ھ میں فوت ہو گئے تھے لہذا اُن کی وفات کے ۱۲۲ سال بعد اس کتاب (اخبار الفقہاء) کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون تھا؟ یہ معلوم نہیں لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیروانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے نور العینین (ص ۲۰۶)

غیر ثابت کتاب کا ذکر کر کے گھسن نے ”وسندہ صحیح“ لکھ دیا ہے حالانکہ اسی غیر ثابت کتاب میں گھسن والی روایت کو شاذ (یعنی ضعیف و مردود) قرار دیا گیا ہے۔

دیکھئے اخبار الفقہاء (ص ۲۱۴)

اس کے بعد گھسن نے سنن نسائی (ج ۱ ص ۱۵۸، ۱۶۱) میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت کا حوالہ پیش کیا ہے، حالانکہ اس روایت میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے لہذا ضعیف ہے۔

ایک ضعیف، ایک شاذ و مردود اور ایک غیر متعلق روایت پیش کر کے گھسن نے نور العینین کی عبارت (جب ترک ہی ثابت نہیں...) کو ”صریح جھوٹ“ قرار دیا ہے، حالانکہ نور العینین کی یہ عبارت بالکل صحیح اور بے داغ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بہت سے علماء کے نام لے کر فرمایا: ”ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع یدین کا علم نہ تو نبی ﷺ سے (ثابت) ہے اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔“

(جزء رفع الیدین تحقیقی: ص ۶۴)

۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین باسند صحیح ثابت

ہے۔ دیکھئے نور العینین (طبع اول ص ۱۲۴، طبع اپریل ۲۰۰۲ء ص ۱۵۲، طبع مارچ ۲۰۰۴ء ص ۱۴۷) اور جزء رفع الیدین للبخاری (ج ۲۰ وسندہ صحیح)

نور العینین کے بعد والے نسخوں میں کمپوزر کی غلطی سے امام بیہقی والا حوالہ (جو کہ اصل میں سیدنا ابوبکر الصدیق اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی حدیثوں کے ساتھ ہے) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ کمپوزر کی طرف سے کاپی اور پیسٹ کرنے کی وجہ سے لگ گیا ہے، جسے الیاس گھمن نے جھوٹ قرار دیا ہے۔

کمپوزر اور پروف ریڈنگ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا گھمن جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ (سید) نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک عورت سے نکاح پڑھایا تھا۔!

یہ وہ زمانہ تھا جب رشید احمد گنگوہی کے نزدیک مرزا قادیانی ”مرد صالح“ تھا۔ دیکھئے ابوالقاسم دلاوری دیوبندی کی کتاب: رئیس قادیان (ج ۲ ص ۳) مرزا کا رسالہ فتح اسلام (ص ۶، دوسرا نسخہ ۷) اور میرا مضمون: مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا؟ (ص ۱-۲) الیاس گھمن نے مرزا قادیانی کے بیٹے کی کتاب سیرت المہدی (ج ۱ ص ۵۷) پر اعتماد کر کے اُس کے حوالے سے لکھا ہے:

”نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھایا تھا یہ ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بمطابق نومبر ۱۸۹۴ء بروز پیر کی بات ہے۔“ (... الحمد للہ پاک وہند کا تحقیقی جائزہ ص ۱۲۱)

۱۸۹۴ء والی بات تو بالکل جھوٹ ہے اور اب دو باتیں ہی ممکن ہیں: اول: یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔

عرض ہے کہ دوسروں کی کمپوزنگ والی یا نادانستہ غلطیوں اور سہو کو جھوٹ کہنے والو! اپنی اس غلطی کے بارے میں کیا خیال ہے؟!

دوم: یہ الیاس گھمن کی غلطی (یا جھوٹ) ہے۔

جب جزء رفع الیدین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کا حوالہ بالکل صحیح ہے اور سابقہ

مطبوعات (Editions) میں ایسا ہی چھپا ہے تو کمپوزنگ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا گھسن کا بذات خود بہت بڑا جھوٹ ہے۔

۳) راقم الحروف نے اخبار الفقہاء والی ایک روایت کے بارے میں لکھا تھا: ”اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک مراد لینا غلط ہے۔ اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیرانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔“ الخ (نور العینین ص ۲۰۶)

اس عبارت کو گھسن نے جھوٹ قرار دے کر اخبار الفقہاء والی غیر مستند کتاب سے دو حوالے (ص ۱۰۳، ۱۰۵) پیش کر کے تعین کرانے کی کوشش کی ہے جو کہ مردود ہے۔
تنبیہ: اگر عثمان بن محمد کا ابن مدرک کے ساتھ تعین ثابت بھی ہو جائے تو دوسرے دلائل کی رُو سے اخبار الفقہاء والی روایت مردود ہے۔ دیکھئے نور العینین (ص ۲۰۵-۲۱۱)
مشہور ثقہ امام اور اہل حدیث: سلیمان بن طرخان التیمی رحمہ اللہ کے بارے میں الیاس گھسن نے لکھا ہے: ”امام ابن ابی حاتم الرازی م ۳۲۷ھ نے امام سلیمان التیمی کو ائمہ جرح و تعدیل میں ذکر کیا ہے۔“

(...الحديث: ۶۹) و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۶۲ بحوالہ تقدمہ الجرح والتعديل ص ۱۴۳)
عرض ہے کہ تقدمہ الجرح والتعديل کے مذکورہ صفحے پر امام ابن ابی حاتم نے سلیمان التیمی کو ائمہ جرح و تعدیل میں ذکر نہیں کیا بلکہ اُن کے بارے میں امام شعبہ کا کلام نقل کیا ہے۔ اسی صفحے پر ابو بکر الہذلی کے بارے میں بھی امام شعبہ کا کلام مذکور ہے، تو کیا ابو بکر الہذلی (متروک) بھی ائمہ جرح و تعدیل میں سے تھا؟!

یہ لوگ ایسی واضح جہالتوں اور اکاذیب کے بل بوتے پر اہل حدیث کے خلاف نیش زنی کر رہے ہیں۔ کیا انھیں اللہ اور اُس کی پکڑ کا خوف نہیں ہے؟!

۴) راقم الحروف نے اپنے علم کے مطابق لکھا تھا: ”محمد بن حارث کی کتابوں میں ”اخبار القضاة والمحدثین“ کا نام تو ملتا ہے مگر ”اخبار الفقہاء

والحمد للہ، کا نام نہیں ملتا۔ دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) اور الانساب للسمعانی (۳۸۲/۲)۔ (نور العینین ص ۲۰۸)

اس بات کو بھی گھسن نے جھوٹ بنا ڈالا ہے اور لکھا ہے کہ قدیم علماء مثلاً ابن حزم، ابن عبدالبر، ابو محمد الحمیدی اور احمد بن یحییٰ الضحیٰ وغیرہم نے اسے محمد بن حارث کی تصنیف قرار دیا ہے۔ (تحقیقی جائزہ ص ۳۶۶-۳۶۷ ملخصاً)

عرض ہے کہ اسے جھوٹ نہیں کہتے بلکہ میں نے اپنے علم کے مطابق بات کہی اور آپ لوگوں نے اپنی کوشش سے جذوة المقتبس اور بغیۃ الملتبس کے حوالے تلاش کر لئے تو اس میں جھوٹ کی کیا بات ہے؟

تنبیہ: یہ دونوں کتابیں ابھی تک میرے پاس نہیں ہیں تاہم جذوة المقتبس مکتبہ شاملہ میں ضرور موجود ہے۔ یاد رہے کہ اخبار الفقہاء کا محمد بن حارث کی کتاب ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ مطبوعہ نسخہ محمد بن حارث کا لکھا ہوا یا بیان کردہ ہی ہے۔ جب نسخے کی تکمیل کرنے والا محمد بن حارث کی وفات کے ۱۲۲ سال بعد گزر رہا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ نسخہ غیر مستند اور غیر ثابت ہے۔

”گھسن اینڈ پارٹی“ کی ”خدمت“ میں عرض ہے کہ اخبار الفقہاء پر نور العینین میں میری پوری بحث پڑھ کر ہر شق کا جواب دیں، ورنہ اُن کی یہ کتاب اخبار الفقہاء اور ترک رفع یدین کی شاذ روایت دونوں غیر ثابت ہونے کی وجہ سے مردود ہی رہیں گی۔ ان شاء اللہ (۵) راقم الحروف نے لکھا تھا کہ ”اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیر وانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔“ (نور العینین ص ۲۰۶، نیز دیکھئے یہی مضمون فقرہ: ۳)

گھسن نے اخبار الفقہاء اور قضاة قرطبہ للقیروانی سے ملاقات ثابت کرنے کو کوشش کی ہے۔ فرض کریں! اگر ملاقات ثابت بھی ہو جائے تو اخبار الفقہاء چونکہ غیر مستند اور غیر ثابت کتاب ہے لہذا یہ حوالہ فضول ہے۔

قضاة قرطبہ للقیروانی نامی کتاب میرے پاس موجود نہیں ہے لہذا اس کتاب کو دیکھنے کے

بعد ہی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کیا ابن مدرک کی صراحت کے ساتھ اس کتاب میں کوئی ذکر موجود ہے اور کیا یہ کتاب بھی اپنے مصنف سے صحیح ثابت ہے؟
معلوم ہوا کہ نور العینین کی عبارت مذکورہ کو گھسن کا جھوٹ قرار دینا غلط ہے۔
گھسن اور اس کی ساری پارٹی کی ”خدمت“ میں عرض ہے کہ آپ لوگوں کا اس طرح کی حرکتوں سے راقم الحروف کے خلاف پروپیگنڈا کرنا علمی میدان میں بالکل باطل ہے۔
آئیے! میں آپ کو آپ کی خیانت اور جھوٹ والے دو حوالے بتاؤں، جن کے جواب سے آپ لوگ ہمیشہ عاجز اور بے بس رہیں گے۔ اگر علانیہ توبہ کر لیں تو یہ اچھی بات ہے۔!
۱: حافظ ابن کثیر نے فرمایا:

”راوی کی عدالت اس کی نیک شہرت اور اچھی تعریف سے ثابت ہو جاتی ہے یا جسے ائمہ حدیث یا دوامام یا ایک (امام) قول راجح میں جس کی تعدیل (توثیق) کرے، اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس (امام) کے راوی سے (مجرد) روایت کرنے کے ساتھ (بھی) تعدیل ثابت ہو جاتی ہے۔“^(۱) (اختصار علوم الحديث، قسم: ۲۳)
اس پر راقم الحروف نے حاشیہ لکھا تھا:
”۱) یہ آخری قول صحیح نہیں ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ“

(دیکھئے ماہنامہ الحديث حضور: ۵۵ ص ۳۷)
ابن فرقد کی ناکام توثیق ثابت کرنے کے لئے عبدالغفار... نے کمپوزنگ کی غلطیوں کے ساتھ حافظ ابن کثیر کی مذکورہ عبارت میری طرف منسوب کر کے بغیر حاشیہ کے نقل کی ہے اور لکھا ہے: ”دیکھئے الحديث ۵۵ ص ۳۷“ (دیوبندی رسالہ ”قافلۂ حق“، ج ۳ شمارہ ۳۲ ص ۳۲)
عبدالغفار... نے مذکورہ حاشیہ کو چھپا کر اُس قوم کی یاد تازہ کر دی ہے، جن میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنادیا گیا تھا۔

چونکہ الیاس گھسن اس رسالے کا مدیر اعلیٰ ہے لہذا وہ بھی اس خیانت میں برابر کا شریک ہے۔

۲: کسی مدرسہ ”حسین بخش“ کے مدرس ”محمد وصیت“ نامی نے مجیب بن کراک سوال کے جواب میں ایک فتویٰ لکھا تھا:

”.... لیکن زمانہ حضرت عمرؓ میں عمرؓ کے ارشاد کے موافق بیس رکعت پر اجماع ہو گیا...“

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۳۴)

اس فتوے کا رد کرتے ہوئے سید نذیر حسین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سوال مذکور کا یہ جواب جو مجیب نے لکھا ہے بالکل غلط ہے“ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۳۵)

دوسری طرف گھمن کے چہیتے سیف اللہ سیفی دیوبندی نے محمد وصیت تقلیدی کے فتوے کو سید نذیر حسین رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے نقل کیا:

”بیس تراویح پر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا..“ (قافلہ باطل ج ۱ شمارہ ص ۵۵)

پھر کہا: ”اس کے جواب میں آج کا غیر مقلد کہتا ہے کہ کیا میں ان کا مقلد ہوں؟“

(ایضاً ص ۵۵، اصل میں ”کو مقلد“ لکھا ہوا ہے جو کہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔)

دیکھئے! کتنا بڑا دھوکا اور فراڈ ہے، جس کا سیف اللہ سیفی نے ارتکاب کیا ہے اور اس

رسالے کا مدیر گھمن اس جرم میں برابر کا شریک ہے۔

جس فتوے کو سید نذیر حسین محدث دہلوی نے ”بالکل غلط“ قرار دے کر رد کر دیا، اسی

فتوے کو ان دیوبندیوں نے سید نذیر حسین رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

(۲۲/ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

آکیس منکم رجل رشید؟

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں نور محمد مظاہری (دیوبندی) نے

لکھا ہے: ”اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت سید صاحب موصوف ایک مقدس بزرگ،

محترم، محدث، حامی توحید و سنت، تبع شریعت عالم و فاضل مومن کامل تھے اور ہندوستان

کے اہل حدیث جماعت کے ایک مقتدر پیش واکہ اس جماعت میں ”شیخ الکل“ مانے

جاتے تھے،“ (رضا غانیوں کی کفر سازیاں ص ۱۴۲، مطبوعہ: تحفہ نظریات دیوبند اکادمی کراچی)

حافظ زبیر علی زئی

ترکِ رفعِ یدین کی حدیث اور محدثین کرام کی جرح

[یہ مضمون فیصل خان بریلوی کی کتاب: ”رفع یدین کے موضوع پر... محققانہ تجزیہ“ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (مدلس) کی معنعن (ترکِ رفع یدین والی) روایت کو جمہور محدثین نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین (طبع جدید ص ۱۳۰-۱۳۴)

بعض لوگوں نے آج کل کے دور میں ان تصعفی اقوال میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، لہذا ان مشککین کے شکوک و شبہات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱) امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے کہا: ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۵۶) نیز دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۰)

بعض الناس نے اس جرح کو سفیان ثوری والی حدیث سے ہٹانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ محدثین کرام نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے متعلق ہی قرار دیا ہے۔

دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۰)

ایک شخص نے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابن المبارک سے اس جرح کا راوی سفیان بن عبد الملک، اُن کا قدیم شاگرد ہے اور خود متاخر شاگرد سدید بن نصر کی روایت میں ابن المبارک نے یہ حدیث بیان کی تھی لہذا یہ جرح قدیم اور مرجوح ہے۔

عرض ہے کہ (صحیحین کے علاوہ) عام غیر مشروط بالصحة کتابوں میں مجرد روایت کرنا کسی حدیث کی تصحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً:

۱: مسند احمد (۲/۲۵۳) میں ایک روایت ہے: ”من باع الخمر فلیشقص الخنازیر“ اس کے راوی عمر بن بیان کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا تو انھوں نے

فرمایا: ”لا أعرفه“ میں اُسے نہیں جانتا۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۷/۲ رقم ۱۳۶۶)

۲: مسند احمد (۷/۶) میں دؤید عن أبي سهل عن سليمان بن رومان إلخ

ایک روایت ہے، جس کے بارے میں امام احمد نے فرمایا: ”هذا حديث منكر“

یہ منکر حدیث ہے۔ (المختب من العلل للخلال ص ۴۴ ج ۵)

۳: سالم عن ثوبان کی روایت میں آیا ہے کہ ”استقيموا القريش ما استقاموا لكم“

(مسند احمد ۵/۲۷۷)

اس کے بارے میں امام احمد نے فرمایا: ”ليس بصحيح، سالم بن أبي الجعد

لم يلق ثوبان“ صحیح نہیں ہے، سالم بن ابی الجعد نے ثوبان سے ملاقات نہیں کی۔

(السنۃ للخلال: ۸۲ وسندہ حسن، المختب من العلل للخلال ص ۱۶۲ ج ۸۲)

اس طرح کی دوسری مثالوں کے لئے دیکھئے حافظ ابن القیم کی کتاب: الفروسیہ .

لہذا امام ابن المبارک کا سؤید بن نصر کی روایت میں اس حدیث کو بیان کرنا اس

حدیث کی تصحیح نہیں ہے اور نہ کسی خیالی موہوم رجوع کی دلیل ہے۔

زیلعی حنفی نے ابن القطان (الفاسی) کی کتاب الوہم والایہام سے نقل کیا ہے کہ

”ذكر الترمذي عن ابن المبارك أنه قال: حديث وكيع لا يصح... إلخ“

ترمذی نے ابن المبارک سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا: وکیع کی حدیث صحیح نہیں ہے...

(نصب الراية ج ۱ ص ۳۹۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن المبارک کی جرح اُسی روایت پر ہے، جسے امام وکیع نے

سفیان ثوری سے بیان کیا تھا لہذا بعض الناس کا اس جرح کو طحاوی والی روایت پر فٹ کر دینا

غلط ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مغلطائی حنفی، ابن دقیق العید مالکی شافعی، عینی حنفی، ابن الترمذانی حنفی

اور ابن القطان الفاسی المغربی وغیرہم نے امام ابن المبارک کی اس جرح کے جوابات

دیئے ہیں۔ تو عرض ہے کہ یہ سارے جوابات مردود اور باطل ہیں۔

۲) امام شافعی رحمہ اللہ نے ترک رفع الیدین کی احادیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔
دیکھئے کتاب الام (۲۰۱/۷) اور نور العینین (ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے کہ یہ مبہم الفاظ کی جرح ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔
تو عرض ہے کہ یہ بعض الناس کے نزدیک مبہم ہو کر رد ہوگی، ہمارے نزدیک دو وجہ
سے یہ جرح مقبول ہے:

اول: یہ اصول حدیث کے مطابق ہے، کیونکہ مدلس کی معنعن (عن والی) روایت ضعیف
ہوتی ہے۔

دوم: یہ جمہور محدثین کے مطابق ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ابن الترمذی نے حدیث مذکور کے بارے میں طحاوی کی تصحیح نقل کی ہے
تو عرض ہے کہ طحاوی نے (بقول ابن الترمذی) الرد علی الکراہی (نامی کتاب) میں
سیدنا علی بن ابی النعمان کی طرف منسوب موقوف روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے الجوهري ج ۲ ص ۷۹)
لہذا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس روایت کے بارے میں اُن کی تصحیح
ثابت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو طحاوی کا صحیح کہنا جمہور محدثین کے
خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔

ایک شخص (فیصل خان بریلوی) نے لکھا ہے:

”کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت
علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ترک رفع یدین ثابت ہے۔“

(رفع یدین کے موضوع پر..... محققانہ تجزیہ ص ۱۰۷)

عرض ہے کہ یہ اس شخص کا کالاجھوٹ ہے۔

فائدہ: محمد بن عبدالباقی الزرقانی نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث کے

بارے میں موطاً امام مالک کی شرح میں کہا: ”ورده الشافعي بأنه لم يثبت“

اور شافعی نے اسے رد کر دیا کہ بے شک یہ ثابت نہیں ہے۔ (ج ۱ ص ۱۵۸)

جو لوگ چار اماموں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چار مذہب برحق ہیں۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ جس حدیث کو امام شافعی اور امام احمد (دو اماموں) نے ضعیف وغیرہ قرار دے کر رد کر دیا ہو اور باقی دو اماموں میں سے کسی ایک سے بھی اس حدیث کو صحیح کہنا ثابت نہ ہو تو آپ لوگ کس طرح اس روایت کو پیش کرتے ہیں؟ اگر ہمت ہے تو امام ابو حنیفہ سے ترکِ رفعِ یدین والی اس حدیث کا صحیح ہونا باسند صحیح ثابت کر دیں۔!!

۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی روایتِ مذکورہ پر کلام کیا ہے۔ دیکھئے مسائل احمد (روایت عبد اللہ بن احمد ۲۴۰۱ فقرہ: ۳۲۶) اور نور العینین (ص ۱۳۱) اگر کوئی کہے امام احمد نے راویوں پر کوئی کلام نہیں کیا تو عرض ہے کہ انھوں نے روایت پر کلام کر کے اسے رد کر دیا اور رفعِ یدین کے عمل کو اختیار کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا: میں نے (امام) احمد کو دیکھا ہے۔ وہ رکوع سے پہلے اور بعد میں شروع نماز کی طرح کانوں تک رفعِ یدین کرتے تھے اور بعض اوقات شروع نماز والے رفعِ یدین سے ذرا نیچے (یعنی کندھوں تک)

احمد سے کہا گیا: ایک شخص رفعِ یدین کے بارے میں نبی ﷺ کی یہ احادیث سنتا ہے اور پھر بھی رفعِ یدین نہیں کرتا تو کیا اس کی نماز پوری ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: پوری نماز ہونے کا تو مجھے علم نہیں ہے، ہاں وہ فی نفسہ ناقص نماز والا ہے۔

(مسائل ابی داؤد ص ۳۳، نور العینین ص ۱۷۹، ۱۸۰)

اگر امام احمد ترکِ رفعِ یدین والی روایت کو ضعیف و مردود نہ سمجھتے تو ترکِ رفعِ یدین والی نماز کو ناقص کبھی نہ کہتے۔

دوسرے یہ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے علم میں ترکِ رفعِ الیدین والی نماز کا پورا ہونا نہیں تھا، گویا آپ ایسی نماز کو مشکوک اور خلافِ سنت سمجھتے تھے۔

اگر کوئی کہے کہ (متاخرین میں سے) قاضی شوکانی نے کہا ہے: مسند احمد کی ہر حدیث

مقبول ہے۔ (نیل الاوطار ۲۰۶)

تو عرض ہے کہ قاضی شوکانی کی یہ بات باطل ہے اور یہ حنفیہ و آل تقلید کو بھی تسلیم نہیں ہے۔
مسند احمد (۳۱۶، ۳۲۲، ۳۱۶) کی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد نبی ﷺ
نے اپنے مقتدیوں سے فرمایا: سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو کیونکہ جو شخص سورہ فاتحہ نہیں
پڑھتا اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ دیکھئے الکواکب الدریہ (ص ۵۸)

یہ روایت وہی ہے جو فاتحہ خلف الامام میں حنفیہ و آل تقلید کے تمام ”دلائل“ و شبہات
کو ختم کر دیتی ہے اور اس روایت سے تقلیدیوں کو بہت چڑ ہے لہذا کبھی محمد بن اسحاق بن یسار
پر جرح کرتے ہیں اور کبھی مکحول کی تدلیس کا رجسٹر کھول بیٹھتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مسند احمد کی ہر حدیث مقبول ہے تو یہ حدیث کیوں غیر مقبول ہے؟
اگر کوئی کہے کہ نور العینین میں امام احمد کے سلسلے میں جزء رفع الیدین کا حوالہ پیش کرنا
علمی زیادتی اور تحریف ہے تو عرض ہے کہ یہ معترض بذات خود مخرّف اور علمی زیادتی کا مرتکب
ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ”امام احمد کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کرنا غلط اور مردود ہے۔“
تو عرض ہے کہ کیوں؟ کیا وہ ترک رفع یدین والی اس روایت کو صحیح کہتے تھے؟ سبحان اللہ!
(۴) روایت مذکورہ کے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا: یہ خطا (غلط) ہے... الخ
(علل الحديث ۹۶۱ ج ۲۵۸، نور العینین ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم متشدّد متعنّت تھے اور جرح چند وجوہات کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔!
تو عرض ہے کہ یہ جرح کئی لحاظ سے صحیح ہے مثلاً:

اول: جمہور محدثین کے مطابق ہے لہذا تشدد کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
دوم: سفیان ثوری مدلس تھے اور اس روایت کی کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح موجود
نہیں ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم الرازی نے سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی اثبات رفع یدین

والی روایت پر جرح کی ہے تو یہ جرح کیوں قبول نہیں ہے؟
عرض ہے کہ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت کو جمہور محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور
اصول حدیث کی رو سے بھی صحیح ہے لہذا اس پر اگر ابو حاتم رحمہ اللہ نے کوئی جرح کی ہے تو
جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے۔ رہی سفیان ثوری والی معنعن
روایت تو اُس پر جرح اصول حدیث اور جمہور محدثین کی موافقت کی وجہ سے مقبول ہے۔
اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم الرازی نے سفیان کی تدلیس کا اعتراض نہیں اٹھایا تو عرض ہے
کہ انھوں نے روایت مذکورہ کو خطا قرار دیا ہے اور روایت پر محدثین کی جرح نقل کرنے میں
یہی حوالہ کافی و شافی ہے۔

۵) امام دارقطنی نے ترک رفع یدین والی روایت مذکورہ کو غیر محفوظ قرار دیا۔

(کتاب العلل ۱۷۳، نور العین ص ۱۳۱)

اگر کوئی کہے کہ امام دارقطنی نے اس حدیث کے بارے میں ”وإسناده صحيح“ الخ
کہا ہے۔ (دیکھئے کتاب العلل ۱۷۲)

تو عرض ہے کہ امام دارقطنی نے عبد اللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب والی روایت کو
”وإسناده صحيح“ کہا ہے۔ (دیکھئے کتاب العلل ج ۵ ص ۱۷۲) اور اس روایت
میں دوبارہ رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

انھوں نے اس کے بعد ثوری والی روایت کو ”لیست بمحفوظة“ یعنی غیر محفوظ
(ضعیف) قرار دیا ہے۔ (ایضاً ص ۱۷۲، ۱۷۳)

لہذا یہ کہنا کہ امام دارقطنی ترک رفع یدین والی حدیث کو صحیح کہتے تھے، غلط ہے۔
اگر کوئی کہے کہ احناف کا دعویٰ ”ثم لا يعود“ کے بغیر بھی ثابت اور محفوظ ہے تو عرض
ہے کہ ان الفاظ یا اس مفہوم کی نفی کے بغیر یہ دعویٰ سرے سے ہی ختم ہے لہذا نہ ثابت ہے اور
نہ محفوظ ہے۔

۶) امام ابن حبان نے ترک رفع یدین والی روایت مذکورہ کو ضعیف اور باطل قرار دیا۔

دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۱)

اس کے جواب میں بعض الناس نے تین اعتراض کئے ہیں:

اول: جرح مبہم ہے۔

عرض ہے کہ یہ جرح اصولی حدیث اور جمہور محدثین کے مطابق ہے لہذا مقبول ہے۔

دوم: حافظ ابن حجر اور حافظ ابن حبان کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔

عرض ہے کہ یہ کتاب سے روایت ہے اور کتاب سے روایت اصول حدیث کی رو

سے جائز ہے۔

سوم: حافظ ابن حبان سے کتاب الصلوٰۃ منقول نہیں ہے۔

عرض ہے کہ حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ (صفة الصلوٰۃ، وصف الصلوٰۃ بالسنة)

کا ذکر درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

البدر المنیر لابن الملقن (۲۸۳/۱، ۲۷۲/۲، ۲۷۱/۳، وغیرہ)

طرح التثريب في شرح التقریب لأبي زرعة ابن العراقي (۱۰۲/۱)

تہذیب السنن لابن القيم (۳۶۸/۱ ج ۱۹)

اتحاف المہرۃ لابن حجر العسقلانی (۲۳۵/۱ ج ۸۳، وغیرہ)

التلخیص الحبیر (۲۱۶/۱، ۲۱۷/۲ ج ۳۲۳، ۳۲۴)

معجم البلدان لیاقوت الحموی (۴۱۸/۱)

مغنی المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج للخطيب الشربيني (۲۶۱/۱،

بحوالہ المكتبة الشاملة) وغیرہ

بلکہ حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح ابن حبان میں اپنی کتاب: صفة الصلوٰۃ کا علیحدہ

ذکر کیا ہے۔ دیکھئے الاحسان (ج ۵ ص ۱۸۴ ج ۱۸۶، دوسرا نسخہ ج ۱۸۶)

ان حوالوں کے باوجود کسی لاعلم شخص کا یہ قول: ”میری تحقیق میں حافظ ابن حبان رحمہ اللہ سے

کتاب صلوٰۃ منقول نہیں ہے۔“ کیا حیثیت رکھتا ہے؟!

۷) امام ابوداؤد نے سفیان ثوری کی ترک رفع یدین والی حدیث کے بارے میں فرمایا:
یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۷۴۸ ملخصاً، نور العینین ص ۱۳۱، ۱۳۲)
بعض دیوبندیوں اور بریلویوں نے اس جرح کے ثبوت میں شک و شبہ ڈالنے کی
کوشش کی تھی، جس کا مسکت جواب نور العینین میں دے دیا گیا ہے۔
اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ”امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”التتبیح“ کتاب التحقیق فی احادیث
تعلیق“ پر امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کئے...“ (دیکھئے محققانہ تجزیہ ص ۲۱)
تو عرض ہے کہ حافظ ذہبی کا التتبیح (۲۱۸/۱) میں یہ جرح نقل نہ کرنا اس کی دلیل نہیں کہ امام
ابوداؤد سے یہ الفاظ ثابت ہی نہیں ہیں۔
یاد رہے کہ حافظ ابن عبد البر نے امام ابوداؤد کی اس جرح کو اپنی کتاب التتبیح
(ج ۸ ص ۲۷۸) میں نقل کر رکھا ہے اور عدم ذکر پر اثبات مقدم ہوتا ہے۔
اگر کوئی شخص مغلطی کے حوالے سے یہ کہے کہ ابوداؤد کی اس جرح کو ابن العبد (قدیم
شاگرد) نے نقل کیا ہے۔
تو عرض ہے کہ مغلطی کا ثبوت ہونا معلوم نہیں ہے، بلکہ جلیل القدر حفاظ حدیث نے
اس پر جرح کی ہے۔ دیکھئے نور العینین (طبع جدید ص ۸۷)
دوسرے یہ کہ اس جرح کو حافظ ابن عبد البر نے کتاب التمهید میں نقل کیا ہے، اور
المکتبۃ الشاملہ کے مطابق انھوں نے امام ابوداؤد کی مرویات کو درج ذیل راویوں سے بیان
کیا ہے:
۱: محمد بن بکر التمار (ابن داسہ) عام روایات اسی راوی سے ہیں، گویا کہ ابن عبد البر نے
سنن ابی داؤد انھی سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم
۲: ابن الاعرابی
۳: اسماعیل بن محمد الصفار
بعض اقوال مقطوعہ کے دوسرے راوی بھی ہیں، جن کا ہماری اس تحقیق سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ مجھے ابن العبد (راوی) کی ایک روایت بھی التمهید میں نہیں ملی، جسے انھوں نے ابوداؤد سے بیان کیا ہو۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن عبد البر نے امام ابوداؤد سے جو جرح نقل کی ہے، وہ ابن العبد کی سند سے نہیں ہے لہذا بعض الناس کا یہ کہنا کہ امام ابوداؤد نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر جرح سے رجوع کر لیا تھا، باطل اور مردود ہے۔

اگر ایک روایت یا قول بعض نسخوں میں موجود نہ ہو اور بعض یا ایک نسخے میں موجود ہوتو پھر یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ یہ نسخہ قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ اگر قابل اعتماد ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ثقہ کی زیادت کے اصول سے اس روایت یا قول کو موجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ امام ابوداؤد کی جرح کو ابن الجوزی، ابن عبد البر، ابن عبد الہادی اور ابن حجر العسقلانی وغیرہم متعدد علماء نے نقل کیا ہے لہذا اس جرح کے ثبوت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

۸) حافظ ابن حجر نے سفیان ثوری والی حدیث ترک رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ ”وقال أحمد بن حنبل و شيخه يحيى بن آدم: هو ضعيف“ احمد بن حنبل اور ان کے استاذ یحییٰ بن آدم نے کہا: وہ (حدیث) ضعیف ہے۔ (التلخیص الحبر ۲۲۲/۱ ح ۳۲۸) اگر کوئی کہے کہ جرح کے الفاظ نقل کریں، تو عرض ہے کہ ہم نے الفاظ نقل کر دیے ہیں۔ نیز دیکھئے البدرا المنیر (۴۹۲/۳)

۹) مشہور ثقہ و صدوق حسن الحدیث تخطی محدث البزار نے حدیث ترک پر جرح کی۔ دیکھئے التمهید (۲۲۱، ۲۲۰/۹) اور نور العینین (ص ۱۳۳)

یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وجہ سے محدث بزار نے جرح کی تھی، ہم بھی اس وجہ سے سو فیصد متفق ہوں، لیکن یہ بات تو ثابت ہے کہ انھوں نے روایت مذکورہ پر جرح کی ہے لہذا وہ اس روایت کے جارحین میں سے ہیں۔

بعض الناس نے میرے بارے میں یہ جھوٹ بولا ہے کہ میں محدث بزار کی توثیق کا قائل نہیں ہوں۔ یقیناً انھیں ایک دن اس جھوٹ کا حساب دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

- (۱۰) ترکِ رفعِ یدین کی ضعیف و مردود روایات ”ثم لا يعود“ وغیرہ یا اس مفہوم کے الفاظ سے مروی ہیں، جنہیں محمد بن وضاح نے ضعیف کہا۔ (دیکھئے التہذیب ۲۲۱/۹، نور العینین ص ۱۳۳)
- اگر کوئی کہے کہ محمد بن وضاح نے صرف ”ثم لا يعود“ کے الفاظ والی روایات کو ضعیف کہا تھا، دوسری روایات کو نہیں تو عرض ہے کہ ابن وضاح سے کسی ایک ایسی روایت کی تصحیح یا تحسین نقل کر دیں جس سے ترکِ رفعِ یدین ثابت ہوتا ہو!
- اگر نہ کر سکیں تو عرض ہے کہ الفاظ جو بھی ہوں، اُن کے نزدیک ترکِ رفعِ یدین کی تمام روایات ضعیف ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص مارا گیا، دوسرا کہے: فلاں شخص قتل ہو گیا۔ تو کیا الفاظ کی تبدیلی سے مفہوم میں فرق ہے؟ کچھ تو غور کریں!
- (۱۱) امام بخاری نے اعلان کیا کہ علماء کے نزدیک ترکِ رفعِ یدین کا علم نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ (جزء رفع الیدین: ۴۰)
- اور مزید فرمایا: اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفعِ یدین نہیں کرتے تھے۔ الخ (جزء رفع الیدین: ۷۶)
- اسی طرح انھوں نے سفیان ثوری والی روایت پر کلام کیا اور ابن ادریس کی روایت کو محفوظ قرار دیا۔ دیکھئے جزء رفع الیدین (۳۳، ۳۲)
- ایسی تصریحات وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ نووی شافعی وغیرہ نے کہا کہ بخاری نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے المجموع شرح المہذب (۴۰۳/۳)
- اگر کوئی کہے کہ آپ نے امام بخاری کی جرح نقل نہیں کی لہذا امام بخاری کا نام جارحین میں نقل کرنا غلط اور باطل ہے۔!
- تو مؤدبانہ عرض ہے کہ کیا امام بخاری کو ترکِ رفعِ یدین کی روایت کے محسین میں شامل کرنا چاہئے (!) اور یہ بھی بتائیں کہ انھوں نے جزء رفع الیدین کیوں لکھی تھی؟!
- (۱۲) ابن القطان الفاسی نے روایتِ مذکور کی زیادت (دوبارہ نہ کرنے کو) خطا قرار دیا۔ (نصب الراية ۳۹۵، نور العینین ص ۱۳۳)

”ثم لا يعود“ وغیرہ الفاظ ترک کے بغیر (امام عبداللہ بن ادریس کی) مطلق حدیث اگر صحیح ہو تو اس سے حنفیہ اور آل تقلید کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ معلوم ہوا کہ جرحین میں ابن القطان الفاسی کا نام صحیح ہے۔ (۱۳) عبدالحق اشبیلی نے روایت مذکورہ کے بارے میں فرمایا: یہ صحیح نہیں ہے۔

(الاحکام الوسطی ۱/۳۶، نورالعینین ص ۱۳۳)

اگر کوئی کہے کہ یہ جرح مبہم ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح دو وجہ سے بالکل صحیح ہے: اول: روایت مذکورہ سفیان ثوری کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دوم: یہ جرح جمہور محدثین کے مطابق ہے لہذا اسے جرح مبہم کہہ کر رد کر دینا غلط اور باطل ہے۔

(۱۴) ترک رفع الیدین والی روایت مذکورہ کو حافظ ابن حجر کے استاذ ابن الملقن نے ضعیف کہا۔ (البدرا لمیر ۳/۴۹۲، نورالعینین ص ۱۳۳)

جمہور محدثین کے مطابق اس جرح کو بعض الناس کا جرح مبہم کہہ کر رد کر دینا غلط ہے۔ (۱۵) حاکم نیشاپوری نے ”ثم لم يعد“ کے الفاظ کو غیر محفوظ (یعنی ضعیف) قرار دیا۔ (الخلائیات للبیہقی، بحوالہ البدرا لمیر ۳/۴۹۳، نیز دیکھئے مختصر الخلائیات للبیہقی تالیف ابن فرح الاشبیلی ج ۱ ص ۳۷۸، ۳۷۹)

بعض الناس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: ”حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے دیگر علمائے کرام اور امام حاکم رحمہ اللہ کے تمام اعتراضات نقل کر کے اسکا تفصیلی رد لکھا ہے۔“

(دیکھئے محققانہ تجزیہ ص ۱۲۰)

حالانکہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین سے منع والی ساری احادیث باطل ہیں، ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے مثلاً حدیث ابن مسعود... فصلی فلم یرفع یدیه إلا فی أول مرة... إلخ

(المنار المنیف ص ۱۳۷، فقرہ: ۳۰۹، ۳۱۰)

- (۱۶) علامہ نووی (شافعی) نے روایت مذکورہ کے بارے میں کہا:
اس حدیث کے ضعیف ہونے پر (ترمذی کے علاوہ تمام متقدمین کا) اتفاق ہے۔
دیکھئے خلاصۃ الاحکام (۳۵۴/۱ ج ۱۸۰، نور العینین ص ۱۳۳)
بعض الناس نے لکھا ہے کہ ”امام نووی رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ اجماع صحیح نہیں جب کہ جمہور
محدثین کرام اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں۔“
عرض ہے کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ متقدمین میں سے امام ترمذی کے علاوہ کسی
ایک محدث سے روایت مذکورہ کی تصحیح صراحۃً ثابت نہیں ہے۔
(۱۷) حافظ ابن القیم نے داری سے نقل کیا کہ انھوں نے روایت مذکورہ کو ضعیف قرار دیا۔
(تہذیب السنن ۴۳۹/۲، دوسر نسخہ ۳۶۸/۱)
مجھے یہ حوالہ باسند صحیح نہیں ملا۔ (دیکھئے نور العینین ص ۱۳۳)
جو لوگ کتابوں سے بے سند حوالے پیش کرتے رہتے ہیں مثلاً کتب فقہ سے امام
ابو حنیفہ کے حوالے تو ان کی شرط پر درج بالا حوالہ پیش کرنا صحیح ہے۔
(۱۸) حافظ ابن القیم اور نووی نے محدث بیہقی سے نقل کیا کہ انھوں نے اس روایت کو
ضعیف قرار دیا۔ (دیکھئے تہذیب السنن ۴۳۹/۲، اور شرح المہذب ۴۰۳/۳)
مجھے یہ حوالہ بھی باسند صحیح نہیں ملا۔ دیکھئے نور العینین (ص ۱۳۳)
ویسے اصل کتاب الخلافات دیکھنے کے بعد ہی اس حوالے کو چیک کیا جاسکتا ہے لیکن
افسوس ہے کہ یہ کتاب ابھی تک کامل حالت میں شائع نہیں ہوئی۔ نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۱۷
(۱۹) ثم لا يعود (وغیرہ) الفاظ کے ساتھ ترک رفع یدین کی جو حدیث مروی ہے، امام
محمد بن نصر المروزی نے ان الفاظ کی تضعیف پر خاص توجہ دی۔
دیکھئے بیان الوہم والایہام (۳۶۵/۳، ۳۶۶)
اور ظاہر ہے کہ چار پائی پر جس طرف سے بھی لیٹا جائے، کمر درمیان میں ہی رہتی
ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امام محمد بن نصر المروزی کا نام جارحین میں صحیح نہیں ہے۔ تو عرض ہے کہ

کیوں؟ کیا وہ ترک رفع الیدین کی روایت مذکورہ کو صحیح کہتے تھے؟ حوالہ پیش کریں!!
(۲۰) ابن قدامہ المقدسی نے ترک رفع الیدین والی روایت مذکورہ کو ضعیف کہا۔

(المغنی ۲۹۵/۱ مسئلہ: ۶۹۰، نور العینین ص ۱۳۴)

ان کے علاوہ دوسرے حوالے بھی تلاش کئے جاسکتے ہیں مثلاً جو لوگ سکوت کو رضا مندی کی دلیل سمجھتے ہیں، اُن کے نزدیک وہ علماء بھی اس روایت کے جارحین میں شامل ہیں جنہوں نے روایت مذکورہ پر جرح نقل کر کے سکوت کیا ہے۔ مثلاً صاحب مشکوٰۃ وغیرہ ان جارحین میں سے اگر بعض کے نام خارج کر دیئے جائیں، تب بھی یہ جمہور محدثین و علماء تھے جو روایت مذکورہ کو الفاظ ترک کے ساتھ ضعیف و غیر محفوظ و غیرہ سمجھتے تھے۔

ان کے مقابلے میں صرف امام ترمذی کا حسن کہنا اور پانچویں صدی کے حافظ ابن حزم کا صحیح کہنا دو وجہ سے غلط ہے:

اول: جمہور کے خلاف ہے۔ دوم: اصول حدیث کے خلاف ہے۔
اصول حدیث کا یہ مسئلہ ہے کہ غیر صحیحین میں ملس کی معتنع روایت ضعیف ہوتی ہے۔ بہت سے علماء نے امام ترمذی اور حافظ ابن حزم دونوں کو متساہل بھی کہا ہے۔
مثلاً دیکھئے ذکر من یعمد قولہ فی الجرح والتعدیل للذہبی (ص ۱۵۹، یا ص ۲) اور المتکلمون فی الرجال للسخاوی (ص ۱۳۷)

متعدد بریلوی و دیوبندی ”علماء“ نے بھی امام ترمذی کو متساہل قرار دیا ہے اور حافظ ابن حزم سے تو انھیں خاص دشمنی ہے۔

تعب ہے کہ اصول حدیث اور جمہور محدثین کے خلاف صرف ترمذی کی تحسین اور ابن حزم کی تصحیح کو یہاں قبول کیا جاتا ہے۔! کیا کوئی ہے جو انصاف کرے؟!

رفع الیدین قبل الركوع و بعدہ کے مسئلے پر تفصیل کے لئے امام بخاری کی کتاب: جزء رفع الیدین اور میری کتاب نور العینین فی اثبات مسئلہ رفع الیدین کا مطالعہ کریں۔

ان شاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۷/ ستمبر ۲۰۰۹ء)

حافظ زبیر علی زئی

امام عبدالعزیز بن محمد الدر اور دی المدنی رحمہ اللہ اور جمہور کی توثیق

امام ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن عبید الدر اور دی المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ) کے بارے میں محدثین کرام کا جرح و تعدیل میں اختلاف ہے۔ اس اختلاف کو فیصلہ کن طور پر حل کرنے کے لئے سب سے پہلے امام عبدالعزیز الدر اور دی کی توثیق و تعدیل کے حوالے پیش خدمت ہیں:

۱) اسماء الرجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ کے نزدیک سلیمان بن بلال زیادہ محبوب ہیں یا در اور دی؟ تو انھوں نے فرمایا: ”سلیمان و کلاهما ثقة“ سلیمان (زیادہ محبوب ہیں) اور دونوں ثقہ ہیں۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۳۸۹) امام ابوبکر بن ابی خنیسہ کی روایت ہے کہ (امام) ابن معین نے فرمایا:

”الدر اور دی صالح، لیس بہ بأس“ (کتاب الجرح والتعديل ۳۹۶/۵ وسندہ صحیح) امام یحییٰ بن معین نے کہا: میں جس کو لیس بہ بأس کہوں تو وہ ثقہ (ہوتا) ہے۔ (الکفایہ للخطیب ص ۲۲ وسندہ صحیح، تاریخ ابن ابی خنیسہ ص ۵۹۲ ح ۱۳۲۳، وسندہ صحیح)

۲) امام ابوالحسن العجلی رحمہ اللہ نے کہا: ”(مدنی) ثقة“ (تاریخ العجلی: ۱۰۱۶) ۳) امام مالک اور در اور دی کے شاگرد مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن الزبیر القرشی الاسدی الزبیری رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۶ھ) نے کہا: ”مالک بن انس یوثق الدر اور دی“ مالک بن انس در اور دی کو ثقہ کہتے تھے۔

(کتاب الجرح والتعديل ۳۹۵/۵ وسندہ صحیح)

۴) اسماء الرجال کے دوسرے مشہور امام علی بن المدینی نے فرمایا:

- پکڑی (یعنی اُن سے بطور حجت روایت لی) ہے۔ (المستدرک ج ۱ ص ۲۰۵ ح ۳۸۷)
- ۷) امام ترمذی نے عبدالعزیز بن محمد کی روایت بیان کرنے کے بعد فرمایا:
”هذا حديث حسن صحيح“ (سنن الترمذی: ۷۵)
- معلوم ہوا کہ وہ امام ترمذی کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے۔
نیز دیکھئے سنن الترمذی (۹۴۸... وغیرہ)
- ۸) امام ابو عوانہ الاسفرائینی نے صحیح ابی عوانہ میں عبدالعزیز الدراوردی سے روایت بیان کی ہے۔ (دیکھئے مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۳۵ ح ۸۱)
- ۹) امام ابن خزمیہ نے عبدالعزیز بن محمد کی روایت سے صحیح ابن خزمیہ میں حجت پکڑی۔
(دیکھئے ج ۱ ص ۳۸۱ ح ۷۷۸ وغیرہ)
- ۱۰) امام ابن الجارود نے اپنی مشہور کتاب المنقذی میں عبدالعزیز بن محمد کی روایت سے استدلال کیا۔ دیکھئے المنقذی (ج ۲ ص ۴۶۰)
- اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ایک روایت کے بارے میں کہا:
”و أورد هذا الحديث ابن الجارود في المنتقى فهو صحيح عنده فإنه لا يأتي إلا بالصحيح كما صرح به السيوطي في ديباجة جمع الجوامع“
- اس حدیث کو ابن الجارود نے منقذی میں بیان کیا ہے، پس یہ اُن کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ وہ اس (کتاب) میں صرف صحیح (حدیث) ہی لاتے ہیں جیسا کہ سیوطی نے جمع الجوامع کے دیباچے میں صراحت کی ہے۔ (بوادر النواذر ص ۱۳۵، ترجمہ از ناقل)
- ۱۱) حاکم نے اپنی مشہور کتاب المستدرک علی الصحیحین میں عبدالعزیز بن محمد کی روایت کو ”صحیح الإسناد“ کہا۔
دیکھئے المستدرک (ج ۱ ص ۲۰۵ ح ۳۸۷، نیز دیکھئے ج ۱ ص ۲۱۹ ح ۷۹۸)
- ۱۲) امام حسین بن مسعود البغوی نے عبدالعزیز بن محمد کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا: ”هذا حديث صحيح“ یہ حدیث صحیح ہے۔ (شرح السنۃ ج ۲ ص ۲۴)

- ۱۳) الضیاء المقدسی نے عبدالعزیز بن محمد کی روایت کو المختارہ میں ذکر کیا۔
دیکھئے الاحادیث المختارہ (ج ۳ ص ۲۷۳ ح ۱۴۶۸)
- ۱۴) امام ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین الواعظ رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے عبدالعزیز بن محمد کو کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ دیکھئے ص ۱۶۲، فقرہ: ۹۳۴-۹۳۵
- ۱۵) حافظ ابن حبان نے عبدالعزیز الدر اور دی کو کتاب الثقات میں ذکر کیا اور کہا:
”وكان يخطي“ اور وہ غلطی کرتے تھے۔ (ج ۷ ص ۱۱۶)
- خود حافظ ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں عبدالعزیز بن محمد مذکور سے بہت سی روایتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً دیکھئے صحیح ابن حبان (۱۵۲، ۱۷۴، ۲۲۰... اور فہرست صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۱۷۱)
- فہرست کے مطابق ۹۳ روایات ہیں، جن سے ثابت ہوا کہ یہاں ابن حبان کے نزدیک ”يخطي“ سے مراد عبدالعزیز کا ضعیف ہونا نہیں ہے، ورنہ وہ ان کی بہت سی روایتوں کو صحیح قرار نہ دیتے۔
- حافظ ابن حبان نے عبدالعزیز مذکور کو کتاب ”مشاہیر علماء الامصار“ میں ذکر کیا اور کہا:
وہ اہل مدینہ کے فقہاء اور سادات (سرداروں) میں سے تھے۔ (ص ۱۳۲ تا ۱۳۰)
- ۱۶) ابو نعیم الاصبہانی نے المستخرج علی صحیح مسلم میں عبدالعزیز بن محمد الدر اور دی سے روایت بیان کی۔ دیکھئے ج ۱ ص ۱۵۸ ح ۲۴۰
- ۱۷) بیہقی نے عبدالعزیز الدر اور دی کی ایک موقوف روایت کے بارے میں کہا:
”هذا هو الصحيح موقوف“ یہ موقوف روایت صحیح ہے۔ (السنن الکبریٰ ۴۶۲)
- ۱۸) حافظ ذہبی نے کئی مقامات پر تلخیص المستدرک میں عبدالعزیز رحمہ اللہ کی روایات کو صحیح کہا۔ مثلاً دیکھئے یہی مضمون فقرہ نمبر ۱۱
- اور کہا: ”الإمام العالم المحدث“ (سیر اعلام النبلاء ۸/۳۶۶)
- حافظ ذہبی نے مزید فرمایا: ”حدیثہ فی دواوین الإسلام لکن البخاری روی
لہ مقروناً بشیخ آخر و بكل حال فحدیثہ و حدیث ابن أبي حازم لا ينحط

عن مرتبة الحسن “أُن کی حدیث اسلام کی چھ (۱۸) کتابوں میں ہے لیکن بخاری نے دوسرے راوی کو ملا کر ان سے روایت لی اور ہر حال میں اُن کی اور ابن ابی حازم کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی۔ (النبلاء ۸/۳۶۸)

۱۹) ابن عبدالبر نے عبدالعزیز بن محمد الدر اور دی کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا: ”وہذا حدیث مدنی صحیح“ اور یہ حدیث مدنی (اور) صحیح ہے۔ (المہید ج ۲۲ ص ۳۳۲)

۲۰) امام شعبہ نے عبدالعزیز الدر اور دی سے روایت بیان کی۔ دیکھئے تہذیب الکمال (طبع مؤسسۃ الرسالہ ج ۴ ص ۵۲۸)

امام شعبہ (عام طور پر) اپنے نزدیک ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ دیکھئے مقدمۃ تہذیب التہذیب (ج ۱ ص ۵) اور قواعد فی علوم الحدیث لظفر احمد اتھانوی الدیوبندی (اعلاء السنن ج ۱۹ ص ۲۱۷) شعبہ سے در اور دی پر کوئی جرح ثابت نہیں لہذا تحقیق مذکور سے ثابت ہوا کہ اُن کے نزدیک در اور دی ثقہ (یا صدوق) تھے۔

۲۱) امام عبدالرحمن بن مہدی نے عبدالعزیز بن محمد سے روایت بیان کی۔ دیکھئے تہذیب الکمال (۴/۵۲۸)

عبدالرحمن بن مہدی (عام طور پر) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے ہی روایت بیان کرتے تھے۔ دیکھئے تدریب الراوی (ج ۱ ص ۳۱۷) اور اعلاء السنن (ج ۱۹ ص ۲۱۶) یہاں عبدالعزیز مذکور پر عبدالرحمن بن مہدی کی جرح نہ ہونے کی صورت میں روایت کرنا اُن کی طرف سے توثیق ہے۔

۲۲) حافظ نور الدین ایشی نے عبدالعزیز بن محمد الدر اور دی کی سند والی روایت کے بارے میں کہا: ”و رجالہ ثقات“ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۶۸)

۲۳) حافظ ابن الملقن نے عبدالعزیز بن محمد کی ایک روایت کے بارے میں کہا:

”و إسناده على شرط الصحيح ، عبدالعزيز من رجال الصحيحين ...“
اور اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے، عبد العزیز صحیحین کے راویوں میں سے ہیں۔۔۔

(البدرا لمیر ج ۸ ص ۲۸۰)

۲۴) حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: ”صدوق“ وہ سچے راوی ہیں۔

(فتح الباری ج ۳ ص ۴۹۵ تحت ج ۳۸-۱۶۴۰)

اور کہا: ”صدوق ، کان يحدث من كتب غيره فيخطئ ، قال النسائي :
حديثه عن عبيد الله العمري منكر“ سچے راوی ہیں، وہ دوسروں کی کتابوں سے
حدیث بیان کرتے تو غلطی کرتے تھے، اُن کی عید اللہ (بن عمر) العمري سے حدیث منکر
ہے۔ (تقریب التہذیب: ۴۱۱۹)

تحریر تقریب التہذیب والوں نے لکھا ہے: ”بل : ثقة ..“ إلخ بلکہ وہ ثقہ ہیں۔۔

(ج ۲ ص ۳۷۱)

انھوں نے جرح کو عید اللہ العمري کی روایت سے مخصوص کر کے کہا:

”و باقي حديثه صحيح“ اور اس کی باقی حدیثیں صحیح ہیں۔ (ایضاً ص ۳۷۲)

خود حافظ ابن حجر نے عبد العزیز بن محمد کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

”هذا حديث صحيح“ یہ حدیث صحیح ہے۔ (نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۱۰)

۲۵) امام یعقوب بن سفیان الفارسی رحمہ اللہ نے عبد العزیز الدر اور دی کی بیان کردہ

ایک حدیث کو ”و هذا إسناده جيد“ اور یہ سند اچھی ہے، کہا اور فرمایا:

”عبد العزيز عند أهل المدينة إمام ثقة“

اہل مدینہ کے نزدیک عبد العزیز امام ثقہ ہیں۔ (کتاب المعرفة والتاریخ ج ۱ ص ۳۴۹)

۲۶) علامہ نووی نے عبد العزیز بن محمد کی ایک روایت کو ”یاسناد جيد“ کہا۔

دیکھئے خلاصۃ الاحکام (ج ۱ ص ۴۰۳ ج ۲ ص ۶۶۲، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۰۳ ج ۲ ص ۱۲۸)

۲۷) حافظ المنذری نے عبد العزیز الدر اور دی کی ایک حدیث (سنن الدار قطنی ۳۴۴)

ح (۱۲۸۸) کے بارے میں کہا: ”أخرجہ الدارقطني في سننه بإسناد حسن“
اسے دارقطنی نے سنن میں حسن سند سے روایت کیا ہے۔

(مختصر سنن ابی داؤد و المنذری ج ۱ ص ۳۹۹ ح ۸۰۴)

فائدہ: روایت کی تصحیح صاحب تصحیح کے نزدیک راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔

دیکھئے نصب الراية (ج ۱ ص ۱۴۹، ج ۳ ص ۲۶۲) بیان الوہم والایہام لابن القطان الفاسی
(ج ۵ ص ۳۹۵ ح ۲۵۶۲) تجیل المنفعة (ص ۲۲۸ ترجمہ عبداللہ بن عبید اللہ علی، ص ۲۳۸
ترجمہ عبدالرحمن بن خالد بن جبل العدوانی) اور تہذیب التہذیب (ج ۵ ص ۳۰۹-۳۱۰،
دوسرے نسخہ ج ۵ ص ۲۷۲، ترجمہ عبداللہ بن عتبہ بن ابی سفیان)

۲۸) حافظ ابن کثیر نے عبدالعزیز کی ایک روایت کو ”بسند صحیح“ اور ”و هذا
إسناد علی شرط مسلم“ کہا۔

دیکھئے تفسیر ابن کثیر (تحقیق عبدالرزاق المہدی ۲/۲۸۳ تحت ۲۰۲۲، سورۃ النساء آیت: ۴۳)
۲۹) عبدالحق اشنبلی نے اپنی کتاب ”الاحکام الوسطی“ میں عبدالعزیز کی روایت ذکر کی
(ج ۱ ص ۳۹۹) اور جرح نہیں کی جو ان کی طرف سے تصحیح ہے۔

محمد ناصر الدین الالبانی نے کہا کہ اسے عبدالحق نے ”الاحکام الکبریٰ“ (۱/۵۴) میں
صحیح کہا ہے۔ دیکھئے اصل صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ (ج ۲ ص ۷۲۰)

۳۰) امام دارقطنی نے عبدالعزیز بن محمد (الدر اور دی) کی بیان کردہ ایک روایت کے
بارے میں ”صحیح“ کہا۔ (سنن الدارقطنی ج ۱ ص ۱۴۴ ح ۵۱۰)

ان کے علاوہ توثیق و تعریف کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً:

۱: سیوطی

(دیکھئے الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۰ حدیث مصنف سعید بن منصور، قال: بسند في غاية الصحة)

۲: زرقانی (شرح المواہب ۳۲۰/۷ بحوالہ اصل صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ ج ۲ ص ۷۲۰)

۳: ابن العماد الحنبلی (شذرات الذہب ۳۱۶/۱ وقال: ”وكان فقيهاً صاحب حديث“)

۴: امام ابو بکر الحمیدی (دیکھئے المعرفة والتاریخ ج ۱ ص ۴۲۸)

☆ بوسیری (زوائد سنن ابن ماجہ ص ۲۵۶ ح ۵۹۸، حدیث ابن ماجہ: ۱۷۶۵)

امام عبدالعزیز الدر اور دی کی توثیق کرنے والے علماء کے نام علی الترتیب مع حوالہ نمبر درج ذیل ہیں:

ابن الجارود (۱۰) ابن حبان (۱۵) ابن حجر (۲۴) ابن خزیمہ (۹) ابن شاہین (۱۴) ابن عبدالبر (۱۹) ابن کثیر (۲۸) ابن الملقن (۲۳) ابو عوانہ (۸) ابو نعیم الاصبہانی (۱۶) بخاری (۵) بغوی (۱۲) بیہقی (۱۷) ترمذی (۷) حاکم (۱۱) دارقطنی (۳۰) ذہبی (۱۸) شعبہ (۲۰) الضیاء المقدسی (۱۳) عبدالحق الاشبیلی (۲۹) عبدالرحمن بن مہدی (۲۱) عجل (۲) علی بن المدینی (۴) مالک (۳) مسلم (۶) منذری (۲۷) نووی (۲۶) ہیثمی (۲۲) یحییٰ بن معین (۱) یعقوب بن سفیان الفارسی (۲۵)

امام عبدالعزیز بن محمد الدر اور دی کی توثیق کے بعد (بعض الناس کی تحقیق و تحریف کے مطابق) جرح کرنے والے علماء کے حوالے درج ذیل ہیں:

۱: حافظ ذہبی نے کہا کہ ابو حاتم الرازی نے کہا: ”لا یحتج بہ“ اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (میزان الاعتدال ۲/۶۳۴، دوسرا نسخہ ۱/۳۷۱)

یہ حوالہ مجھے باسند صحیح امام ابو حاتم سے نہیں ملا، جبکہ کتاب الجرح والتعديل میں لکھا ہوا ہے کہ ابو حاتم نے فرمایا: ”محدث“، یعنی وہ محدث ہیں۔ (ج ۵ ص ۳۹۶)

ظہور احمد نامی ایک دیوبندی نے اس حوالے کے لئے ”الجرح والتعديل“ کا ذکر کیا ہے مگر جلد اور صفحے کا کوئی حوالہ نہیں دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

دیکھئے رکعات تراویح ایک جائزہ (ص ۲۵۰)

۲: امام ساجی نے فرمایا: ”کان من اهل الصدق والأمانة إلا أنه كثير الوهم“ وہ سچائی اور امانت والوں میں سے تھے لیکن وہ کثیر الوہم (بہت غلطیاں کرنے والے) تھے۔ (تہذیب التہذیب ۶/۳۱۶)

یہ حوالہ بے سند ہے اور ہو سکتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے اسے ساجی کی کتاب الضعفاء سے نقل کیا ہو۔ واللہ اعلم

۳: امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ”کتابہ أصح من حفظه ... عامة أحاديث الدراوردي عن عبيد الله أحاديث عبد الله العمري مقلوبة ... عنده عن عبيد الله مناكير“ اس کی کتاب اُس کے حافظے سے زیادہ صحیح ہے... دراوردی کی عبید اللہ سے عام روایتیں عبد اللہ العمری کی ہیں جو مقلوب ہو (کرا لٹ) گئی ہیں... اس کے پاس عبید اللہ سے منکر روایتیں ہیں۔

(سوالات ابی داؤد طبع مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ ص ۲۲۱، ۲۲۲، فقرہ: ۱۹۸)

اس قول میں جرح کا تعلق دراوردی کی عبید اللہ العمری سے روایت سے ہے۔

تنبیہ: عبد اللہ العمری (المکبر) ضعیف راوی تھے لیکن خاص نافع سے اُن کی روایت حسن ہوتی ہے اور دراوردی کی عبید اللہ العمری سے روایات بھی تحقیق راجح میں حسن ہیں۔

حافظ ذہبی نے کہا: احمد بن حنبل نے کہا: جب وہ حافظے سے حدیث بیان کرے اُسے وہم ہوتا ہے، وہ کوئی چیز نہیں ہے، اور اگر کتاب سے روایت کرے تو اچھا ہے... اور جب حافظے سے روایت کرے تو باطل روایات نقل کرتا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۳۳-۶۳۴)

یہ حوالہ بے سند ہونے کی وجہ سے بھی غیر ثابت اور مردود ہے۔

۴: امام ابو زرعة الرازی نے کہا: ”سَيِّئُ الْحِفْظِ فَرَبَّمَا حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهِ الشَّيْءَ فَيُحْطِئُ“ وہ سَیِّئُ الحِفْظ (خراب حافظے والا) ہے پھر بعض اوقات وہ حافظے سے کوئی چیز بیان کرتا تو اُسے غلطی لگ جاتی تھی۔ (کتاب الجرح والتعديل ۳۹۶/۵)

☆ ظہور احمد دیوبندی نامی ایک شخص نے امام عبدالعزیز بن محمد کے بارے میں کہا:

”امام احمد بن زبیرؒ فرماتے ہیں: ليس بشيءٍ كه يهكجه نہیں ہے۔“

(رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ص ۲۵۰)

عرض ہے کہ یہ بے سند اور بے حوالہ بات ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور

احمد بن زبیر کون ہے؟ اس کا بھی کوئی اتا پتا نہیں ہے۔

۵: امام نسائی نے کہا: ”لیس بالقوی“ اور کہا:

”لیس به بأس و حدیثه عن عبید اللہ بن عمر منکر“

وہ القوی نہیں... اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں اور عبید اللہ بن عمر سے اس کی حدیث منکر

ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۵۴ دوسرا نسخہ ج ۶ ص ۳۱۶، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۵۲۹)

یہ قول باسند صحیح متصل نہیں ملا اور دوسرے یہ کہ اسی قول میں ”لیس به بأس“ کے

ذریعے سے عبدالعزیز بن محمد کی توثیق موجود ہے لہذا یہ جرح تین وجہ سے مردود ہے:

اول: صاحب جرح سے جرح کے ثبوت میں نظر ہے۔

دوم: اس کا تعلق صرف اُن روایات سے ہے جو در اور دی نے عبید اللہ بن عمر سے بیان کی

ہیں۔

سوم: یہ جرح جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

تنبیہ: امام نسائی کی کتاب الضعفاء (۳۹۰ تا ۳۹۴) میں عبدالعزیز بن محمد کا نام و نشان

نہیں ملا۔ واللہ اعلم

۶: حافظ ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ محمد بن سعد نے کہا: ”وكان ثقة كثير الحديث

يغلط“ اور وہ ثقہ تھے، کثیر الحدیث تھے، انھیں غلطی لگتی تھی۔

(مثلاً دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۵۴)

اس عبارت کا ترجمہ ظہور احمد نے تحریف کرتے ہوئے درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

”یہ ویسے تو ثقہ اور کثیر الحدیث ہے لیکن روایت حدیث میں غلطیاں کرتا ہے۔“

(رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ص ۲۵۰)

اس ترجمے میں ”ویسے تو“ کے الفاظ من گھڑت اور تحریف ہیں۔

☆ ظہور احمد دیوبندی نے کہا: ”امام ابن حبان کتاب الثقات میں اس کو خطا کار بتلاتے

ہیں۔“ (رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ص ۲۵۰)

عرض ہے کہ یہ ایسی جرح نہیں کہ عبدالعزیز کی تمام روایات کو ضعیف قرار دے کر رد کر دیا جائے بلکہ حافظ ابن حبان نے عبدالعزیز بن محمد کی نوے (۹۰) سے زائد روایات کو صحیح قرار دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اُن کے نزدیک صحیح الحدیث ہیں۔

دیکھئے توثیق محدثین کا حوالہ نمبر ۱۵

☆ ظہور احمد دیوبندی نے کہا: ”امام سعد بن سعید فرماتے ہیں: فیہ لین۔ یہ روایت حدیث میں کمزور ہے۔“ (رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ص ۲۵۰ بحوالہ میزان الاعتدال ۶۳۴۲) عرض ہے کہ میزان کے مذکورہ حوالے میں حافظ ذہبی نے لکھا ہے:

”عبدالعزیز بن محمد عن سعد بن سعید - وفیہ لین عن أبيه عن عائشة - مرفوعاً: كسر عظم الميت ككسره حياً“ عبدالعزیز بن محمد عن (از) سعد بن سعید۔ اور اس میں کمزوری ہے۔ از اپنے والد (صحیح از عمرہ ہے) از عائشہ۔ مرفوع ہے: میت کی ہڈی توڑنا اس طرح ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (میزان الاعتدال ۶۳۴۲) اس روایت میں جو سعد بن سعید ہیں وہ عبدالعزیز الدراوردی کے استاذ تھے اور حافظ ذہبی نے اُن کے بارے میں ”وفیہ لین“ [اور ان میں کمزوری ہے] کہا ہے، نہ کہ سعد بن سعید نے عبدالعزیز پر جرح کی ہے۔

اس ایک حوالے سے ہی صاف ثابت ہو گیا کہ ظہور احمد مذکور عربی زبان سے پکا جاہل ہے، جو ایک عام عبارت کا صحیح ترجمہ بھی نہیں کر سکتا۔ عرض ہے کہ اس جہالت کے باوجود اسے کس ڈاکٹر نے کہا ہے کہ کتابیں لکھنا شروع کر دو۔!

تنبیہ: روایت مذکورہ سنن ابن ماجہ (۱۶۱۶) میں بھی موجود ہے اور سعد بن سعید بن قیس الانصاری (مذکور) قول راجح میں جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے۔

دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ۲ ص ۳۲۴)

بلکہ خود حافظ ذہبی نے لکھا ہے: ”أحد الشقات“ وہ ثقہ راویوں میں سے ایک

تھے۔ (النبلاء ۴۸۲/۵)

لہذا ان پر جرح مردود ہے اور ابن ماجہ کی حدیث بلحاظ سند حسن لذاتہ ہے۔
دیکھئے میری کتاب: تسہیل الحاجہ فی تخریج و تحقیق سنن ابن ماجہ (قلمی ص ۱۱۲)
قارئین کرام! تیس (۳۰) سے زیادہ علماء کی توثیق کے مقابلے میں ظہور احمد دیوبندی نے
کل دس اقوال جرح (توڑ مروڑ کر) پیش کئے، جن میں سے تین ثابت ہی نہیں ہیں لہذا باقی
بچے: سات۔ ان سات تجرکی اقوال کے بل بوتے پر ظہور احمد نے لکھا ہے:
”عبدالعزیز در اور دی کو جمہور محدثین نے ثقہ اور صدوق نہیں کہا، صرف چند محدثین نے اس
کی توثیق کی ہے اس کے بالمقابل اکثر ائمہ حدیث نے باقرار غیر مقلدین اس پر سخت اور
مفسر جرح کی ہے، جیسا کہ بحوالہ گزر چکا ہے۔“ (رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ص ۲۵۳)
سبحان اللہ! تیس کے مقابلے میں دس اور پھر بھی جمہور محدثین نے اسے ثقہ و صدوق
نہیں کہا؟!

آل دیوبند کو چاہئے کہ اپنے اس ظہور کو علم الحساب (ریاضی) پڑھائیں تاکہ وہ دس
اور تیس کا فرق سمجھ سکے ورنہ.... اس طرح بے عزتی ”خراب“ ہوتی رہے گی۔
خلاصۃ التحقیق: عبدالعزیز بن محمد الدرداء اور دی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے
لہذا ان کی بیان کردہ حدیث صحیح یا حسن لذاتہ ہے اور ان پر جرح مردود ہے۔
یاد رہے کہ عبید اللہ العمری سے ان کی روایت بھی حسن ہے، جیسا کہ اقوال جرح نمبر ۳
کے تحت گزر چکا ہے۔

جمہور کی توثیق کے بعد ہر قسم کی جرح مردود ہوتی ہے، چاہے لوگ اُسے جرح مفسر کہتے
پھریں اور سی الحفظ، کثیر الغلط اور تخطی کثیر أو غیرہ الفاظ کے ساتھ پیش کرتے رہیں۔

آل دیوبند کے ”امام“ سرفراز خان صفدر کڑمٹگی دیوبندی نے کہا:
”بائیں ہمہ ہم نے توثیق و تضعیف میں جمہور آئمہ جرح و تعدیل اور اکثر آئمہ حدیث کا ساتھ
اور دامن نہیں چھوڑا۔“ (احسن الکلام ج ۱ ص ۴۰، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۶۱)

عرض ہے کہ یہاں بھی جمہور کا دامن نہ چھوڑیں۔ وما علینا الا البلاغ (۹/نمبر ۲۰۰۹ء)

اعظم المبارکی

احسن الحديث

حرام و ناجائز طریقے سے کمائی کی ممانعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ والا یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ (النساء: ۲۹)

فقہ القرآن: ☆ ہر وہ طریقہ باطل ہے جس کی ممانعت قرآن یا صحیح احادیث سے ثابت ہو جائے۔ ☆ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال حرام ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۵۶۴)

☆ رشوت اور سود حرام ہیں اگرچہ اس میں بظاہر رضامندی ہے مگر دراصل یہ رضامندی اضطراری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاحْلَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ اور اللہ تعالیٰ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ (البقرہ: ۲۷۵)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیچنے اور خریدنے والوں کو جب تک وہ جدا نہ ہوں (معاملہ برقرار رکھنے یا توڑنے کا) اختیار ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۱۰۸)

☆ دوسرے مسلمان بھائیوں کا حق غصب کرنا صریح ظلم ہے اور اس فعل کا مرتکب اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالنے کا موجب بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے (کسی کی) ایک بالشت زمین ظلم کرتے ہوئے غصب کی تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ (صحیح بخاری: ۳۱۹۸، صحیح مسلم: ۴۱۳۴)

☆ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے بشرطیکہ بندہ اپنے رب کے حضور پورے خشوع و خضوع، عاجزی و انکساری کے ساتھ توبہ کرے اور آئندہ گناہوں سے دُور رہنے کا پختہ عہد کرے۔

ابومعاذ

ابن عقیل اور تقلید

ابن الجوزی کے استاذ اور (یونانی) علم الکلام کے ماہر ابو الوفاء علی بن عقیل بن محمد بن عقیل البغدادی الحنبلی (متوفی ۵۱۳ھ) نے کہا: ”ما دخلت البدع علی الأديان إلا من طريق سلکة عوام الأديان، فهلكوا. // والواجب علی من خبره أن يعدل عن سلوکه، ليسلم مما وقع فيه من اغتر به فسلکه. وذلك الطريق هو تعظیم الرجال و ترك الأدلة، وهو التقليد. فأول من سلکه الشيطان.“

مذہب میں بدعات صرف اُسی راستے سے آئیں، جن پر اُس مذہب کے عوام چلے۔ پھر وہ ہلاک ہو گئے۔ جس کو اس کی خبر ہے، اُس پر یہ واجب ہے کہ وہ اس راستے سے ہٹ کر چلے تاکہ وہ اس دھوکے سے بچ جائے جس میں اس راستے پر چلنے والے مبتلا ہوئے۔ یہ وہ راستہ ہے جس میں لوگوں کی تعظیم (ہوتی) ہے اور دلیلوں کو ترک کر دیا جاتا ہے اور یہی تقلید ہے۔ پس اس راستے پر سب سے پہلے چلنے والا شیطان ہے۔

(کتاب الفنون، القسم الثانی ص ۲۰۲ فصل: ۵۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن عقیل حنبلی ہونے کے باوجود کسی تقلید کے قائل و فاعل نہیں تھے لہذا کسی عالم کے ساتھ حنبلی، شافعی، حنفی یا مالکی کے لاحقہ و سابقہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ آل تقلید میں سے (یعنی مقلد) تھا۔!

ابن عقیل نے کتاب الفنون میں کہا: ”الأصلح لا اعتقاد العوام ظواهر الآي، لأنهم يأنسون بالإثبات، فمتى محونا ذلك من قلوبهم زالت الحشمة.“

عوام کے لئے بہتر ہے کہ آیات کے ظاہر پر عقیدہ رکھیں، کیونکہ وہ اثبات سے مانوس ہوتے ہیں، پس جب ہم اُن کے دلوں سے اسے ختم کریں گے تو (اللہ کا) خوف (اُن کے دلوں سے) ختم ہو جائے گا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۴۳۸، وللدہی علیہ تبصرة جیدة)